سلامی جس کے در کا ہر ولی ہے علی ہے ہاں علی ہے ہاں علی ہے

امام احمد رضا خان قادری

اَلرَّائِحَۃُ الْعَنْبَرِیَّۃُ مِنَ الْمِجْمَرَۃِ الْحَیْدَرِیَّۃِ ۱۳۰۰ھ

حیدری دھونی سے (پھوٹ کر مشام ایماں معطر کرنے والی) عنبری خوشبو

تزکِ مرتضوی ۱۸۸۳ء

تالیف لطیف

برادر اعلیٰ حضرت

مولانا حسن رضا خان قادری برکاتی بریلوی

ترتیب و تدوین

محمد افروز قادری چریاکوٹی

والاس یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

دار الکتاب لاہور

(اہل سنت)

الحمدللہ! یہ رسالہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے فضائل عالیہ پر مشتمل ہے، نیز اس میں حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تفضیل پر بھی اختصاراً عام فہم دلائل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے، اس رسالے کا باعتبار ہجری و عیسوی تاریخی نام ہے:

الرَّائِحَةُ الْعَنْبَرِيَّةُ مِنَ الْمُجْمَرَةِ الْحَيْدَرِيَّةِ ۱۳۰۰ھ

حیدری دھونی سے (پھوٹ کر مشام ایماں معطر کرنے والی) عنبری خوشبو

تُزکِ مرتضوی ۱۸۸۳ء

تالیفِ لطیف

علامہ حسن رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تسہیل و تخریج

محمد افروز قادری چریاکوٹی

دواص یونیورسٹی کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

دارالکتاب لاہور

تفصیلات

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب : الرَّائِحَةُ الْعَنْبَرِيَّة مِنَ الْمِجْمَرَةِ الْحَيْدَرِيَّة ۱۳۰۰ھ - تزک مرتضوی (۱۸۸۳ء)

موضوع : اِصلاحِ فکر و اِعتقاد

تالیف : برادر اعلیٰ حضرت اُستاذ زمن علامہ حسن رضا خان حسنؔ قادری برکاتی بوالحسینی بریلوی - علیہ رحمۃ اللہ الولی -

تسہیل و تخریج : ابو رفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی - دامت برکاتہم العالیہ
خلیفہ حضور تاج الشریعہ
پروفیسر: دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

کاوش و تحریک : محمد ثاقب رضا قادری ضیائی عطاری

صفحات : اَڑتالیس (۴۸)

اشاعت : ۲۰۱۱ء - ۱۴۳۲ھ

قیمت : /روپے

ناشر : دارالکتاب، لاہور

darulkitab11@gmail.com

تقسیم کار : مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ، لاہور

فہرست

4	تعارف کتاب
6	اَحوال مصنف
7	تمہید کتاب
16	تدلی جبروت الٰہی
15	تجلی جلال مصطفوی
17	صولتِ فاروقی
21	طرۂ اَسد اللّٰہی
22	طنطنۂ خیبر کشائی
27	غرش کوسِ حیدری
27	کدھر ہے شرم تفضیل کی غیرت!
29	پرتوِ شانِ شبری
30	بوسۂ پائے قنبری
32	نقل تبصرۂ سابعہ
47	شانِ مولا علی رضی اللہ عنہ
47	رباعی در منقبت علی

تعارف کتاب

الرَّائِحَةُ الْعَنْبَرِيَّة مِنَ الْمِجْمَرَةِ الْحَيْدَرِيَّة ۱۳۰۰ھ معروف بہ تزک مرتضوی ۱۸۸۳ء حضور سیدی اعلیٰ حضرت اِمام اہل سنت امام احمد رضا خان - علیہ رحمۃ المنان - کے چھوٹے بھائی شہنشاہ سخن مولانا حسن رضا حسن قادری برکاتی - علیہ الرحمہ - کی تصنیف لطیف ہے، جس کا موضوع اَصلاً فضائل مولائے کائنات شیر خدا حضرت علی المرتضی - کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم - کا بیان ہے، اور ساتھ ہی ساتھ اِجمالی طور پر فرقۂ تفضیلیہ کو دعوتِ فکر بھی دی گئی ہے۔

سن تالیف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے اَیام شباب میں مسئلہ تفضیل بھی پورے جوبن پر تھا۔ آپ کے برادر اکبر امام احمد رضا خان - علیہ رحمۃ الرحمٰن - تو اس کی بیخ کنی میں مصروف عمل تھے ہی، فقط چوبیس برس کی عمر میں آپ نے بھی یہ رسالہ لکھ کر فرقۂ تفضیلیہ کے بخیے اُدھیڑ دیے۔

اس کتاب کی اِشاعت اوّل میرٹھ سے ہوئی، طباعتِ ثانی کے بارے تاہنوز کوئی معلومات دستیاب نہ ہو سکی۔ علامہ منور عتیق رضوی نے اپنے رسالہ - مسئلہ افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مسلک اعلی حضرت - کے اخیر میں فرقۂ تفضیلیہ کے رد میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا - علیہ الرحمہ - کی تصانیف کی فہرست مرتب کی ہے، اور اس رسالہ کو اعلیٰ حضرت کی تصانیف میں شمار کیا ہے جو کہ کسی طور بھی درست نہیں۔ اسی طرح ملک العلما علامہ ظفر الدین بہاری - علیہ الرحمہ - نے بھی حیات اعلی حضرت میں اِس رسالہ کو تصانیف اعلی حضرت میں شمار کیا ہے، شاید اس اشتباہ کی وجہ یہ ہے کہ اس رسالہ کے آخر میں اعلی حضرت کا وقیع تبصرہ شامل ہے،

کچھ طباعتِ نو کی بابت

'تزک مرتضوی' کے لیے راقم الحروف کی درخواست کو نہایت خندہ دلی سے قبول کرتے ہوئے صاحب تصانیفِ کثیرہ محترمی و مکرمی حضرت علامہ مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی - دامت برکاتہم العالیہ - خلیفہ حضور تاج الشریعہ - و - پروفیسر دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، جنوبی افریقہ نے نہایت عرق ریزی کے ساتھ تخریج و تحقیق اور تسہیل و تحشیہ کا بڑا خوبصورت اہتمام فرمایا؛ جس کے لیے میں حضرت گرامی کا بے حد مشکور ہوں۔ علامہ محترم اس سے قبل 'انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ' از: علامہ عبد السمیع رامپوری - رحمۃ اللہ علیہ - کی تخریج و تسہیل بھی کر چکے ہیں۔ پاکستان میں اس کی طباعت کی ذمہ داری اِدارہ دار الفیض گنج بخش، دربار مارکیٹ لاہور نے لی ہے۔ اس کے علاوہ موصوف مختلف علمی و فکری موضوعات پر گراں قدر تصانیف رقم کر چکے ہیں، ہم اُن کے لیے دعا گو ہیں ع: اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

آیات و احادیث کی تخریج، عربی و فارسی عبارات و اَشعار کے شگفتہ ترجمہ کے علاوہ بعض مقامات پر محترم علامہ افروز قادری چریاکوٹی - دامت برکاتہم العالیہ - نے کچھ ضروری حواشی کا اضافہ بھی کیا ہے، جس کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ 'تزک مرتضوی' کا دستیاب نسخہ بعض مقامات سے کرم خوردہ تھا، جس کی وجہ سے کچھ مقامات پر عبارت سمجھ میں نہ آسکی؛ لہٰذا وہاں اِس جملہ کے ساتھ کہ (یہاں بیاض ہے) نشاندہی کر دی گئی ہے۔

'تزک مرتضوی' کے آخر میں سیدی اعلی حضرت کی کتاب 'مطلع القمرین' سے تبصرۂ سابعہ کا کچھ حصہ نقل تھا۔ راقم الحروف نے اس کی افادیت کے پیش نظر 'مطلع القمرین' کے قلمی مسودہ اور مطبوعہ مکتبہ بہار شریعت سے مکمل تبصرۂ سابعہ شامل کتاب کر دیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اِس کتاب کو اُمت کے لیے نافع اور ہم سب کے لیے ذریعہ نجات بنائے، نیز اس کے ذریعہ سے اِتفاق و اتحاد کی فضا قائم ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

❁ اَحوالِ مصنف ❁

شہنشاہ سخن مولانا حسن رضا حسن بریلوی قادری مارہروی - رحمۃ اللہ علیہ - ۴ ربیع الاوّل ۱۲۷۶ھ، مطابق یکم اکتوبر ۱۸۵۹ء کو مادر گیتی پر جلوہ گر ہوئے۔ آپ کے آباؤ اَجداد دہلی کے رہنے والے تھے۔ جدامجد محمد سعادت علی خان صاحب کی حیات تک آپ کا خاندان دہلی میں ہی رہا؛ مگر اُن کے وصال کے بعد مستقل بریلی میں سکونت اختیار کرلی۔ آپ کا خاندان علم وفضل میں معروف تھا۔ نسل در نسل فتوی نویسی کا سلسلہ آپ کے خاندان میں جاری ہوا، اور - الحمد للہ - اس وقت تک جاری ہے، اور یقیناً بریلی اہل سنت کا مرکز ہے۔

آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان - علیہ رحمۃ الحنان - کی ذات ستودہ صفات عوام تو عوام علما کا بھی مرجع تھی۔ اور دور دراز سے لوگ مسائل شرعیہ میں اُن سے رجوع کرتے۔ یوں آپ نے ایک علمی گھرانے میں آنکھ کھولی اور علم وفضل میں یکتائے روزگار ہستیوں کی آغوش میں پرورش پائی۔ نثر نگاری ہو یا شعروسخن، ہر میدان میں آپ کا خاندان ایک امتیازی حیثیت کا حامل تھا۔

اِبتدائی تعلیم اپنے والد ماجد اور برادر اکبر سیدی اعلی حضرت - علیہما الرحمہ - سے حاصل کی۔ نعت گوئی کی تعلیم بھی اپنے برادر اکبر سے پائی، اور کلام مجاز میں بلبل ہندوستان حضرت داغ دہلوی - رحمۃ اللہ علیہ - سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ داغ دہلوی کے قیام رامپور کے دوران آپ اُن کے پاس حاضر ہوا کرتے۔ داغ دہلوی کو آپ سے خاص اُنس تھا اور اکثر پیارے شاگرد کہہ کر خطاب کیا کرتے۔ اس کا اظہار مولانا حسن رضا خود اپنے ایک شعر میں یوں کرتے ہیں :

پیارے شاگرد تھا لقب اپنا ☆ کس سے اس پیار کا مزا کہیے

کلام مجاز میں آپ کا دیوان 'ثمر فصاحت' آپ کی غیر معمولی ذہانت وذکاوت، مزاج کی شوخی وشگفتگی اور زندہ دلی کا بین ثبوت ہے۔ ثمر فصاحت کا تاریخی مادہ ہائے نام تو ۱۳۱۹ھ ہے؛ مگر اس کی طباعت اولی ۱۳۲۷ھ میں ہوئی۔ رنگ مجازی میں آپ نے فارسی میں بھی کلام فرمایا، جس کا نام 'قند پارسی' ہے۔ نہایت مختصر ہونے کی وجہ سے اس کو ثمر فصاحت کے ساتھ ہی ملحق کر دیا گیا ہے۔

۱۳۲۵ھ میں مع عیال حج سے شرف یابی کے بعد آپ نے کلام مجاز ترک کر دیا، اور محض نعت اور منقبت کو اپنا مشغلہ بنالیا؛ چنانچہ نعت میں ایک مکمل دیوان ترتیب دیا جس کا نام 'ذوق نعت' رکھا۔ ذوق نعت کی طباعت اولی پر خود سیدی اعلی حضرت - علیہ الرحمہ - نے قطعات تاریخ طباعت تحریر فرمائے۔

نعت گوئی کے قواعد وضوابط آپ نے اپنے برادر اکبر سیدی اعلی حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان - علیہ رحمۃ الرحمٰن - سے سیکھے؛ جس کا اظہار آپ نے ایک مرتبہ یوں فرمایا :

> مولانا کافی اور حسن میاں مرحوم کا کلام اوّل سے آخر تک شریعت کے دائرہ میں ہے۔ اِن کو (یعنی مولانا حسن کو) میں نے نعت گوئی کے اُصول بتادیے تھے، ان کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اسی معیار اعتدال پر صادر ہوتا، جہاں شبہہ ہوتا مجھ سے دریافت کر لیے۔ ہندی نعت گویوں میں ان دو کا کلام ایسا ہے، باقی دیکھا گیا ہے کہ اکثر قدم ڈگمگا جاتا ہے۔(۱)

آپ کی تحریر کردہ نعتیں زباں زد خاص وعام ہیں۔ ایک فصیح البیان شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ آپ بلند پایہ نثر نگار بھی تھے، جس کا بین ثبوت آپ کی تصانیف ہیں، جن میں ترک مرتضوی، دین حسن، آئینۂ قیامت، بے موقع فریاد کا مہذب جواب، نگارستانِ لطافت درذکر میلاد شریف وغیرہ شامل ہیں۔

❁❁❁

(۱) الملفوظ: حصہ دوم، ص ۴۳-۴۱ مطبوعہ کراچی۔

۲۲ رمضان ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء کو بعمر ۵۰ سال، ۶ ماہ میں بعارضۂ تپ اِس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کی وفات پر مختلف مشاہیر نے قطعات تاریخ وصال ہجری وعیسوی رقم کیے، جس میں سے چند ہدیۂ قارئین کیے جاتے ہیں :

تلمیذ حضرت داغ دہلوی مرحوم جناب علی احسن میاں صاحب معروف بہ شاہ میاں سجادہ نشین سرکار خوردمارہرہ شریف :

یا غافر الذنوب بود رحمت براد ☆ بہر چہار یار دہم از بہر پنجتن
بعداز دعاے مغفرت احسن بسال نقل ☆ گوزینت بہشت بود حاجی حسن ۱۳۲۶ھ

تلمیذ حضرت مولانا حکیم نظامی جناب محمد انور مدرس مدرسۂ ہاشمیہ بمبئی :

کرگئی پرواز روحِ بلبل باغ سخن ☆ اُڑ گیا رنگ چمن، حسن سخن جاتا رہا
عیسوی سن میں کہی انور نے تاریخ وفات ☆ مل کے ہمراہ حسن حُسنِ سخن جاتا رہا ۱۹۰۸ء

تلمیذ حضرت مولانا حسن رضا جناب برجموہن کشور فیروز بریلوی :

سیرِ دُنیا سے جب ہو گئے سیر ☆ گئے اُستاد سوے دار بقا
نیّرِ چرخِ نظم تھے اُستاد ☆ ان سے تھی ملکِ شاعری میں ضیا
کیا ہی تھا ان کا پاک وصاف کلام ☆ روز مرہ تھا کس قدر اچھا
جو لکھی نثر بے نظیر لکھی ☆ جو کہا شعر لاجواب کہا
نعت لکھنے میں تھے اگر کامل ☆ تو مجازی میں آپ تھے یکتا
تھی توجہ تلامذہ پر خاص ☆ تھیں عنایات باپ سے بھی سوا
ہوئی یک لخت فرقتِ اُستاد ☆ فلک پیر نے یہ رنج دیا
اب نہیں کوئی قدر دانِ سخن ☆ اَب نہیں لطف شاعری اصلاً
سال رحلت بآہ لکھ فیروز ☆ آج افسوس کی حسن نے قضا

(۶ + ۱۳۲۰.....۱۳۲۶ھ)

(از قلم: محمد ثاقب رضا قادری ضیائی عطاری (ایم، اے))

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْکَوْنِ وَ الْبَشَرِ
حَمْدًا یَّدُوْمُ دَوَامًا غَیْرَ مُنْحَصِرِ

وَاَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ الزَّاکِیَاتِ عَلٰی
خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ مُنْجِی النَّاسِ مِنْ سَقَرِ (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا یَرْضَاہُ، وَالصَّلَاۃُ عَلَی الْحَبِیْبِ وَ اٰلِ الْحَبِیْبِ وَ صَحْبِ الْحَبِیْبِ اُولِی الْفَضْلِ وَ الْجَاہِ، مَا دَامَ لِلسَّمَاءِ رَجْعٌ وَ لِلْاَرْضِ صَدْعٌ وَ لِلْبَرِّ رَبْعٌ وَ لِلْبَحْرِ مِیَاہٌ. اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

اَمَّا بعد! فقیرِ حقیر سراپا تقصیر محمد حسن رضا حسنؔ قادری برکاتی ابوالحسینی بریلوی -غَفَرَ اللّٰہُ الْقَوِیُّ ذَنْبَہُ الْخَفِیَّ وَ الْجَلِیَّ- اپنے ربِّ قدیر جل جلالہ کی اِعانت اور اُس کے حبیبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عنایت پر توکل کر کے ناظرانِ حق بیں اور برادرانِ دیں کی خدمت میں محض ہمدردی وخیر خواہی سلسلہ جُنبانِ خبرت وآگاہی کہ اِس زمانۂ شور وفتن اور شر ومحن میں مسئلہ تفضیل بھی اِک عجب مخمصہ خیز اور تعجب انگیز مسئلہ ہوتا جارہا ہے۔ راہ قدیم اور صراط مستقیم اہل سنت -نَصَرَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی-

(۱) ترجمہ: ہر قسم کی تعریف وتوصیف اللہ رب العزت کے لیے زیبا ہے جو کل کائنات اور بنی نوع انساں کا پروردگار ہے۔ ایسی تعریف جو بلا انقطاع وحصر تسلسل ودوام کے ساتھ ہوتی رہے۔ اور افضل وپاکیزہ درودوں کے گجرے نچھاور ہیں سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں جو لوگوں کو آتش دوزخ سے نجات دلانے والے ہیں۔

سے بہک کر، ہر جاہل عامی پختہ کار خامی کا مسلک جدا ہے۔

حضرات تفضیلیہ کا تو ذکر ہی کیا ہے، وہ تو اپنے ذہن میں جو فرمائیں، اُن کو سزا ہے؛ مگر بعض صاحبوں نے تفریط کی ضد میں اِفراط کی ٹھہرائی، اور حضرات شیخین کی تفضیل ہر اِعتبار سے بتائی۔ اہل سنت کو تو اِفراط وتفریط اور خبط وتخلیط سب کا اُٹھانا؛ لہٰذا فقیر نے بعض خصائص جلیہ وفضائل علیہ حضرت والا سیّد ومولیٰ شیر خدا بازوے مصطفیٰ علی مرتضیٰ - کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْاَسْنٰی - کا نہ جاننے والوں کو بتانا، بھولے ہوؤں کو یاد دلانا اَنسب واَولیٰ جانا کہ اِس میں علاوہ اور فائدوں کے رحمت اِلٰہی کا نزول کیسا ہے!۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی: 'علی کا ذکر عبادت خدا ہے'۔(۱)

اور وارد ہوا: 'اچھوں کی یاد کفارۂ ذنوب ہے'۔(۲)

اور فرمایا: ایک شخص کا ہدایت پانا ہفت اِقلیم ملنے سے خوب ہے۔(۳)

کیا عجب کہ اِن چند سطور سے بھی کوئی بندۂ خدا راہ پا جائے۔ اور دفع اَوہام و رفع اِبہام، اور تذکیر خواص وتفہیم عوام کا اَجرِ تام فقیر کے نام لکھا جائے۔

ع: گر قبول اُفتد زہے عز وشرف

(۱) ذِکْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ . کنز العمال: ۶۰۱/۱۱ حدیث: ۳۲۸۹۴..... جامع الاحادیث، سیوطی: ۴۰/۱۳ حدیث: ۱۲۵۰۴..... جمع الجوامع، سیوطی: ۱۲۶۴۲/۱ حدیث: ۱۲۶۸۶۔

(۲) ..... ذکر الصالحین کفارة الذنوب .... کنز العمال: ۹۱۸/۱۵ حدیث: ۴۳۵۸۴..... جامع الاحادیث: ۴۰/۱۳ حدیث: ۱۲۵۰۳..... جمع الجوامع، سیوطی: ۱۲۶۴۱/۱ حدیث: ۱۲۶۸۵۔

(۳) ترجمے کے مطابق کوئی حدیث تو نہ ملی؛ تاہم اس تعلق سے ایک مشہور متفق علیہ حدیث یہ ہے: واللّٰہِ لأن یُھدَی بك رجلٌ واحِد خیرٌ لك مِن حُمْرِ النَّعَمِ . یعنی قسم بخدا! تمہاری ذات سے کسی ایک شخص کا ہدایت پا جانا تمہارے لیے سرخ اونٹنیوں سے بہتر ہے۔ - چربا کوٹی -

اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ (سورۂ حج: ۷۰/۲۲)

بے شک یہ اللہ کو آسان ہے۔

اِس لیے قبل اَز مقصود چند حرف معدود، بطور تمہید بطرز جدید اصل مسئلہ کے متعلق فہم عام کے لائق لکھ دیے کہ شاید اِتنا ہی کسی کے کام آ جائے۔

درخانہ اگر کس ست ☆ یک حرف بس است(☆)

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَ اِلَيْهِ التَّوْفِيْقُ وَ بِهِ الْوُصُوْلُ اِلٰى ذُرَى التَّحْقِيْقِ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝

بِكَ الْعِيَاذُ اِلٰهِيْ اَنْ اَشَا حَكَمًا
سِوَاكَ يَا رَبَّنَا يَا مُنْزِلَ النُّذُرِ (۱)

علی اَعلیٰ، ولی والا، مالک ومولیٰ، بلند وبالا، سب خوبیوں والا، سب سے نرالا، ذوالاسماء الحسنیٰ والصفات الاسنیٰ اللہ جل وعلا وتبارک وتعالیٰ قرآنِ عظیم وفرقانِ حکیم میں اِرشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۝ (سورۂ حجرات: ۱۳/۴۹)

بے شک تم سب میں بزرگ تر اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا اَتقی ہے۔

یعنی سب میں بڑا پرہیزگار۔

(☆) یعنی اگر مجلس میں کوئی حرف شناس موجود ہو؛ تو اس کے لیے ایک اِشارہ ہی کافی ہے۔

(۱) ترجمہ: اے میرے پروردگار! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اِس سے کہ تیرے سوا کسی اور کو (اپنے معاملات ومہمات میں) حَکَم وفیصل بناؤں۔ اے مالک ومولا! وہ تو ہی تو ہے جو نذریں پوری فرماتا ہے، (اور بندوں کی آرزوئیں بَر لاتا ہے)۔

یہاں تو اَتقٰی کو سب پر تفضیل اور عنداللہ زیادت کرامت میں ترجیح دی جارہی ہے اور دوسری[1] جگہ فرماتا ہے :

وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰى وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى وَ لَسَوْفَ یَرْضٰى ۝

(سورۂ اللیل: ۹۲/ ۱۷ تا ۲۱)

اور نزدیک ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ سب میں بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے ستھرا ہونے کو اور اُس پر کسی کا ایسا اِحسان نہیں جس کا بدلا دیا جائے سوا اپنے برتر پروردگار کی رضا چاہنے کے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

(۱) یہاں بعض حضرات اِرشاد فرمانے لگتے ہیں کہ آیت میں اتقی سے تقی مراد ہے۔ اِس خدشے کا تفصیلی جواب تصانیفِ جلیلۂ حضرت مولانا المعظم حامی السنن ماحی الفتن جناب مولوی احمد رضا خاں مدظلہم العالی کا حصۂ خاصہ ہے، خصوصاً رسالہ 'الزلال الاتقی' کہ خاص اِسی آیت کی تفسیر میں نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ تالیف فرمایا جس میں دلائل و براہین سے روز روشن کی طرح واضح کیا گیا کہ نہ یہ قول' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول اور نہ ہی صحابہ و تابعین سے؛ ورنہ یہ خبر کہ 'ابوبکر کو میری ساری اُمت سے تولا، تو ابوبکر کا پلہ غالب رہا' سراپا غلط ہوجائے۔ ..... (یہاں بیاض ہے) ..... اور نہ قرآن کو بلاوجہ ظاہر سے پھیرنا روا، نہ بر تقدیرِ تسلیم اِس تاویل سے ہمارے اِستدلال میں کچھ سقم آیا۔ غرض اِن مباحثِ دقیقہ کی تفصیل تو اُسی رسالہ میں ہے، بالفعل ذرا ''تفسیر عزیزی'' ملاحظہ ہوجائے، فرماتے ہیں :

'فرقۂ تفضیلیہ گویند: مراد از اتقی دریں آیت تقی ست، زیرا کہ ابوبکر صدیق در تقوی کم تر از جناب پیغمبر بودند'۔ اہل سنت جواب می گویند کہ اتقی را بہ معنی تقی گرفتن خلاف لغت عربی است۔ پس حمل کلام الٰہی کہ قرآن عربی ست براں درست نہ باشد وضرور تے کہ دریں حمل بیان کردہ اند مندفع ست بہ آں کہ کلام دریں ہا بر ناس ست نہ در پیغمبراں الخ'' اھ ملخصاً۔ والتفصیل فیہ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲۔ عبدہ حسن عفی عنہ

(ترجمہ : فرقہ تفضیلیہ کا کہنا ہے کہ اس آیت میں اتقی سے مراد تقی ہے؛ کیوں کہ ابوبکر صدیق تقویٰ میں پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کمتر ہیں۔

اہلسنت اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ 'اتقی' کو تقی کے معنی میں لینا عربی لغت کے خلاف ہے؛ تو کلام الٰہی کو۔ جو کہ عربی زبان میں ہے۔ اس پر محمول کرنا کب درست ہوسکتا ہے!۔ لہٰذا اس اِشکال کو ختم کرنے کی بس یہی صورت ہے کہ یوں کہا جائے: یہاں خطاب لوگوں سے ہے نہ کہ پیغمبروں سے۔)

اَئمہ دین فرماتے ہیں :

آیۂ کریمہ میں بالاجماع اَتقٰی سے جناب سیّدنا اِمام المتقین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں اور یہ معنی اَحادیثِ کثیرہ سے بھی ثابت ہے؛ حتی کہ طبرسی نے اپنے رفض کے باوجود 'تفسیر مجمع البیان' میں اِسی کو مقبول رکھا اور اِنکار کا یارا اور اِقرار سے چارا نہ پایا۔

اب یہاں تو یہ فرمایا کہ صدیق اَتقٰی ہیں اور پہلی آیت[1] میں یہ اِرشاد ہوچکا

(۱) جب بعض حضرات مدعیانِ علم وذکا کی رگِ منطقیت جوش میں آتی ہے، تو فرماتے ہیں : آیۂ کریمہ اولیٰ میں اکرم موضوع ہے اور اتقی محمول، تو اِنتظام شکل' غیر معقول، اور عکس کیجیے تو کلیت کرے نامقبول؛ حالاں کہ شانِ نزول کا لحاظ، طرق تخاطب کا اِعتبار روشِ کلام کا اِقتضا ہے۔ حضور اقدس! تفاسیر واَخبار اِس فلسفیانہ (سوچ کی) بیخ کنی کررہے ہیں۔

مولانا رضا مدظلہ الاعلیٰ نے رسالہ مذکورہ میں بہ براہین قاطعہ ثابت فرمادیا ہے کہ درحقیقت یہاں اتقی موضوع ہے اور اکرم محمول اور نہ بھی مانو، تو صحتِ عکس میں کلام کرنا باطل ومخذول اور نہ بھی مانو تو یوں ہی ان آیات سے ..... (اس جگہ بیاض ہے) ..... اکابر محققین علما وفقہا ان آیات سے تفضیل صدیق پر اِستدلال کرتے آئے، کچھ تو سمجھتے ہوں گے یا اُن سب کی نظر سے آپ کی نظر وسیع اور سب کے پایہ سے آپ کا پایہ رفیع! خیر' سردست کی صفر شکنی کو 'تفسیر کبیر' ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں: 'فان قیل: الآیة دلت علی أن کل من کان اکرم کان اتقی ، و ذلك لا یقتضی ان کل من کان اتقی کان اکرم . قلنا وصف کون الانسان اتقی معلوم مشاهد، ووصف کونه أفضل غیر معلوم ولا مشاهد، و الإخبار عن المعلوم بغیر المعلوم هو الطریق الحسن، اما عکسه فغیر مفید، فتقدیر الآیة کانه وقعت الشبهة فی ان الاکرم عند اللّٰه من هو؟ فقیل: هو الأتقی، و اذا کان کذلك کان التقدیر اتقاکم اکرمکم عند اللّٰه ۔' انتهی۔ و اللّٰه تعالی اعلم۔ ۱۲ عبدہ حسن غفرلہ

یعنی اگر یہ اِعتراض کیا جائے کہ مذکورہ آیت سے تو یہ سمجھ میں آرہا ہے کہ ہر اکرم اتقی ہے؛ لیکن اس سے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہر اتقی اکرم بھی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں تک رہی بات کسی آدمی کے اَتقی سے متصف ہونے کی تو یہ بدیہی اور مشاہدے کی بات ہے؛ لیکن افضلیت سے متصف ہونے کا معاملہ غیر معلوم وغیر مشاہد ہے۔ اور (استدلال کا) بہترین طریقہ یہ مانا گیا ہے کہ ایک معلوم چیز کی خبر غیر معلوم چیز سے دی جائے؛ کیوں کہ اگر اس کے برعکس کیا گیا تو وہ خبر بے فائدہ ہوگی۔ تو اب اس قاعدے کی روشنی میں آیت پاک کو دیکھیے، اور یوں سمجھیے کہ گویا اس بات میں شبہہ ہوگیا کہ اللہ کے نزدیک 'اکرم' کون ہے؟، تو اسی کا جواب دیتے ہوئے کہا گیا کہ وہ 'اتقی' ہے۔ لہٰذا اب آیت کی تقدیر یہ ہوگی کہ تمہارا اَتقی ہی اللہ کے نزدیک اکرم ہے۔

کہ ہمارے نزدیک اَکرم وہ ہے جو اتقی ہو، تو گواہی اِلٰہی سے صاف ثابت ہولیا کہ صدیق، اللہ کے نزدیک تمام اُمتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اَکرم واَفضل اور اعظم واَجل ہیں۔ وھُوَ المقصُودُ و الحمدُ للّٰہِ ربّ العٰلمِینَ .

تدلِی جبروتِ اِلٰہی

ہاں کدھر گئے اَفضلیتِ صدیق میں رخنے ڈالنے والے!

کیا ہوئے اِس منصبِ رفیع کو ہلکی باتوں پر ڈھالنے والے!!

ربِّ جبار قہار سے شرمائیں اور ذرا اَکْرَمَکُم عِندَ اللّٰہِ کے معنی فرمائیں!!!

کیا یہاں سے محض سیاست وخلافت وغیرہا اُمورِ ظاہریہ کی خبر ملتی ہے، یا نسیمِ تحقیق سے اللہ کے نزدیک زیادتِ عزت، علوِ مرتبت اور بلندی منزلت کی کلی کھلتی ہے!، واللہ الموفق۔

اَلَا تَعَالَ اِلَی الْمُخْتَارِ مِنْ مُّضَرٍ
صَلَّی الْاِلٰہُ عَلَی الْمُخْتَارِ مِنْ مُّضَرٍ (۱)

ملک العٰلمین مالک الاوّلین والآخرین بندۂ خالق ومولائے خلائق حضور پُرنور محمد رسول اللہ اَرْوَاحُنَا فِدَاہُ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی جَمِیْعِ اَحْبَابِہٖ اِرشاد فرماتے ہیں :

اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ خَیْرُ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ وَ خَیْرُ اَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَ خَیْرُ اَھْلِ الْاَرْضِیْنَ اِلَّا الْاَنْبِیَاءَ وَ الْمُرْسَلِیْنَ .

(۱) لوگو! آؤ آؤ اُس مختارِ کائنات ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ کی طرف جن کا اِنتخاب اللہ پاک نے بنو مُضَر سے فرمایا ہے۔ اے اللہ! تو بھی مضر کے اس برگزیدہ اور چنندہ (رسول) پر رحمتیں نازل فرما۔

-رواہ الامام ابو عبد اللّٰہ الحاکم صاحب الصحیح المستدرک علی البخاری و المسلم فی الکنٰی و الاوھام ابن عدی فی "الکامل" و الحافظ الخطیب فی 'التاریخ' کلّھم عن سیّدنا ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ-

ابوبکر وعمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں سے اور بہتر ہیں تمام فرشتوں سے اور بہتر ہیں تمام آدمیوں سے سوا اِنبیا ومرسلین کے۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین۔(۱)

تجلی جلالِ مصطفوی

کیوں صاحبو! اگر قربِ اِلٰہ اور کرامتِ جاہ وعلو پایہ گاہ میں رُتبہ حضرت مولٰی ہی کا زائد ہوتا تو یہ اَلفاظ شیخین ہی کی نسبت تو (نہ) فرمائے جاتے!۔ ہم تو جانیں اللہ تعالٰی کے نزدیک جس کی قدر زیادہ، وہی سب زمین وآسمان والوں اور اگلوں پچھلوں سے بہتر ہوگا۔ یہ طرفہ تماشا ہے کہ مرتبہ میں وہ بڑے اور جہان بھر میں بہتری ان کو!۔

کیوں منصفو! کیا قربِ اِلٰہی اور کمالِ معرفت میں علو وتناہی کوئی ایسی کم قدر چیز ہے جسے ہرگز مبنائے اَفضلیت نہ ٹھہرالیں اور اُس کے ہوتے ہوئے جہان بھر میں بہتری وبرتری دوسرے پائیں!۔

کلا واللہ! اصل کام، قربِ خداوندی ہے اور جسے اِس میں زیادتی اُسی کو سب سے بہتری وبلندی ہے، اور اگر- معاذ اللہ- حدیث میں اسی سیاست وخلافت اور ملک داری وملک گیری پر نظر ہے اور اسی میں ابوبکر وعمر کو سب سے بہتر فرمایا گیا، تو ہمیں معلوم نہیں کہ ملائکۂ آسمان نے سلطنت چھوڑ کہیں کی صوبہ داری بھی کی ہو، پھر اُن سے اِس بات میں زیادہ ہونا کیا معنی!۔

(۱) الکامل ابن عدی: ۲/۱۸۰..... جمع الجوامع سیوطی: ۱/۵۰۶ حدیث: ۲۳۰..... کنز العمال: ۱۱/۵۶۰۔

خلاصہ یہ کہ ہم یہاں مافیہ التفاضل کو (یعنی جس چیز میں فضیلت دی گئی ہے اس کی بابت) پوچھتے ہیں اور اُس کا مفضل اور مفضل علیہ میں اِشتراک لازم کما لا یخفی .

اِنْ شِئْتَ فَانْهَضْ اِلَى الْفَارُوْقِ تَسْاَلُهٗ
فَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ اَلْفَاظِهِ الْغُرَرِ (۱)

امیر المومنین اِمام العادلین غیظ المنافقین حضرت سیّدنا ومولانا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

لَوْ وُزِنَ اِيْمَانُ اَبِیْ بَكْرٍ بِاِيْمَانِ اَهْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ بِهِمْ .

-رواہ اسحٰق بن راھویہ و البیھقی فی 'شعب الایمان' بسند صحیح-

اگر ابوبکر کا اِیمان سب آدمیوں کے اِیمان سے تولا جائے، تو بے شک ابو بکر کا اِیمان غالب آئے۔(۲)

بلکہ 'کامل' امام ابن عدی اور 'مسند الفردوس' میں بہ روایت حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مروی حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

لَوْ وُضِعَ اِيْمَانُ اَبِیْ بَكْرٍ عَلٰى اِيْمَانِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ لَرَجَحَ بِهَا .

اگر ابوبکر کا اِیمان اِس تمام اُمت کے اِیمان پر رکھا جائے، تو یقیناً ابوبکر کا اِیمان ہی غالب آئے گا۔(۳)

(۱) ترجمہ: اگر جی نہ بھرے تو جاؤ عدالت فاروقی رضی اللہ عنہ میں جا کر اِس مسئلے کی بابت پوچھ لو، اُن کے الفاظ گہربار بھی اِسی حقیقت کو بے غبار کرتے نظر آئیں گے۔ (اور ان کی زبان سے تو ہمیشہ حق ہی نکلتا ہے)۔

(۲) مسند اسحٰق بن راہویہ: ۳/۱۷۲ حدیث: ۱۱۳۴..... شعب الایمان: ۱/۴۲ حدیث: ۳۵..... الابانۃ الکبریٰ ابن بطہ: ۳/۱۸۳ حدیث: ۱۱۵۵..... کنز العمال: ۱۲/۴۹۳ حدیث: ۳۵۶۱۴۔

(۳) الکامل ابن عدی: ۵/۲۶۰..... اُصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ لالکائی: ۶/۱۸ حدیث: ۱۹۸۰۔

یہ حدیث چند طرق سے مروی ہے، اور اِمام عبداللہ بن مبارک نے اپنی کتاب 'الزہد' اور معاذ بن المثنیٰ نے 'مسند مسدد' میں بھی اسے روایت کیا ہے۔ اصل حدیث صحیح ہے اور صحاح(۱) میں اُس کا شاہد موجود۔ والحمد للہ ربّ العالمین۔

صولتِ فاروقی

بعض جلد باز ایسی حدیثیں سن کر یہ تو خیال کرتے نہیں کہ جب حدیث صحیح ہے، تو قبول سے کیا چارہ، اور اِعتراض کا کیا یارا!۔ نافہمی کے باعث کہنے لگتے ہیں کہ دیکھو صاحبو! صدیق کا اِیمان سب سے بڑھا دیا تو- معاذ اللہ- اوروں کا اِیمان ناقص ٹھہرا؛ حالاں کہ اُن عاقلوں کو یہ خبر نہیں کہ مرتبۂ کمال تام اور تمامیِ کامل کے بعد اکملیّت کے ہزاراں ہزار درجے ہیں جن میں کسی کو- عیاذاً باللہ- ناقص نہیں کہہ سکتے؛ مگر پھر بھی آپس میں تفاوت ہے۔

(۱) و له شاهد فی 'السنن' ایضا عن ابی بکرة مرفوعا انّ رجلا قال :یارسول اللّٰه! رایت کان میزانا نزل من السماء فوزنت انت و ابو بکر فرجحت انت، ثم وزن ابوبکر عن بقی فرجح. الحدیث انتهٰی المقاصد الحسنة للامام السخاوی .

اقـــول: علاوہ بریں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد ہے کہ ہم نے دیکھا ترازو اُتری۔ میں اور ابوبکر تولے گئے۔ مَیں غالب آیا، پھر ابوبکر کو میری ساری اُمت سے تولا، ابوبکر کا پلہ غالب رہا، پھر عمر کو باقی اُمت سے تولا، عمر راجح ٹھہرا۔ الیٰ آخر الحدیث۔
متعدد ائمہ مثل امام احمد، اِمام طبرانی، امام اِبن عدی، اِبن قانع، اِبن مندہ اور اِبن مردویہ نے بہت سے صحابہ کرام مثل حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت معاذ بن جبل، حضرت اُسامہ بن شریک، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابواُمامہ باہلی اور حضرت محاربی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روایت کیا ہے۔ کما ذکرہ مولانا اخی المعظّم فی کتاب التفضیل فلیرجع الیه من حاول التفصیل . و اللّٰه تعالٰی اعلم -۱۲حسن غفرلہ

اے برادر بے نہایت در گہیست

آنچہ بر تومی رسد بروے مالیست (۱)

دیکھو! ایک وقت وہ تھا کہ افضل الانبیاء والمرسلین بعد النبی ﷺ یعنی سیّدنا ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا :

رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی o

الٰہی! مجھے دکھادے تو کیوں کر مردے جلاتا ہے؟۔

اِرشاد ہوا : اَوَلَمْ تُؤْمِنْ o

کیا تجھے یقین نہیں!۔ عرض کیا :

بَلٰی o یقین کیوں نہیں!۔

وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ o (سورۂ بقرہ:۲/۲۶۰)

لیکن آنکھوں سے دیکھنا اِس لیے چاہتا ہوں کہ میرے دل کو خوب اِطمینان ہوجائے۔

تو دیکھو! حسن اِیمانِ ابراہیمی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان کے بعد تمام عالم کے اِیمان سے اَقویٰ واکمل ہے، اُس کے بعد بھی ایک درجہ اور تھا، جس کی خواستگاری کی گئی۔ اور اُس پر بھی اور مرتبہ وراء الورا کا ہے، جو ہمارے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل۔ اب کیا - معاذ اللہ - کوئی اِیمان خلیل الٰہی کو کسی وقت میں ناقص کہہ سکتا ہے!۔ واستغفر اللہ العظیم۔

(۱) یعنی اے میرے بھائی! اس درگاہ کی کوئی اِنتہا نہیں، جس منزل پر بھی پہنچو، وہیں ٹھہر مت جاؤ۔ (بلکہ آگے بڑھنے کی کوشش میں لگے رہو) کچھ یہی مفہوم اُردو کے شاعر نے یوں باندھا ہے۔

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی

جو بڑھ کے خود اُٹھالے ہاتھ میں مینا اُسی کا ہے

هَلُمَّ اَسْرِعْ نُسَائِلْ عِنْدَ حَیْدَرَةٍ

اَنْ لَّا تَقُوْلَ تَحَاکَمْنَا اِلٰی عُمَرٍ (۱)

امیر المومنین اِمام الواصلین قاتل الخوارج دامغ الروافض قامع المفضلین حضرت سیّدنا ومولانا علی اَسد اللہ الغالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے (۲) ہیں :

(۱) ترجمہ: آؤ جلدی کرو، چلتے ہیں دربار حیدری (باب العلم) میں، اور اِس مسئلے کا حل معلوم کرتے ہیں۔ تاکہ تمھیں یہ کہنے کا چارہ نہ رہے کہ ہم نے تو صرف عمر فاروق ہی سے فیصلہ لیا ہے۔

(۲) **حدیث مرتضوی** : دارقطنی حضرت ابوجحیفہ سے - جو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے مقرب تھے اور جناب امیر اُنھیں واجب الخیر فرمایا کرتے - روایت کرتے ہیں :

انّه كان يرى انّ عليًّا افضل الامّة فسمع اقواما يخالفونه فحزن حزنا شديدا، فسأله علي بعد ان اخذه بيده و ادخله بيته ما احزنك يا ابا جحيفة! فذكر له الخبر. فقال له: الا اخبرك بخير الامة خيرها ابو بكر ثمّ عمر. قال ابو جحيفه: فاعطيت اللّٰه تعالٰى عهدا ان لا اكتم هذا الحديث بعد ان شافهني به علي ما بقيت .

یعنی اُن کے اِعتقاد میں تھا کہ جناب امیر افضلِ اُمت ہیں، پھر لوگوں کو اپنے زعم کے خلاف کہتے سنا، تو اُنھیں سخت رنج ہوا۔ جناب مرتضوی ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے معرفت خانہ اسد اللّٰہی میں لے گئے اور غم کی وجہ پوچھی۔ اُنھوں نے کیفیت عرض کی۔ تو آپ نے فرمایا: کیا تمھیں خبر نہ دوں کہ اُمت میں بہترین کون ہیں؟۔ ابوبکر ہیں، پھر عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔

ابوجحیفہ فرماتے ہیں: پھر میں نے خدا سے عہد کیا کہ جب تک زندہ رہوں گا، اِس حدیث کو نہ چھپاؤں گا بعد اِس کے کہ خود جناب امیر نے میرے روبرو ایسا اِرشاد فرمایا۔

فائدہ: یہاں سے اُن نادانوں کا وہم خوب اچھی طرح دفع ہوگیا جو اِس قسم کے کلمات مرتضویہ کو تواضع پر محمول کرتے ہیں کہ اگر تفضیل مرتضوی حق تھی تو اپنے ایک سچے دوست کے سچے عقیدہ کو بدل دینا اور اِس اِہتمام کے ساتھ الگ لے جاکر - معاذ اللہ - غلط بات تعلیم فرمانا کون سی تواضع ہے!۔ ۱۲ عبدہ حسن عفا اللہ تعالیٰ عنہ

یرحمك اللّٰہ یا ابا بکر کنت اوّل القوم اسلاما و اخلصھم ایمانا و اشدھم یقینا و اخوفھم للّٰہ و اکثرھم مناقب و ارفعھم درجۃ و اقربھم وسیلۃ و اشبھھم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ھدیا و سمتا و رحمۃ و فضلا و اشرفھم منزلۃ و اکرمھم علیہ فواللّٰہ لن یصاب المسلمون بعد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بمثلك ابدا .

–رواہ الامام ابو عمر بن عبد البر فی "الاستیعاب" عن امیۃ بن صفوان رضی اللّٰہ تعالی عنہ و ابن السمان فی "الموافقۃ" و المحبّ الطبري فی "الریاض النضرۃ" فی حدیث طویل جامع لفرائد فوائد تقطع دابر التفضیل–

یعنی اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ آپ کا اِسلام سب سے آگے تھا..... آپ کا اِیمان سب سے زیادہ خالص..... آپ کا یقین سب سے مضبوط..... خوف اِلٰہی آپ کو سب سے بڑھ کر..... مناقب آپ کے سب سے اکثر..... درجہ آپ کا سب سے بلند تر..... وسیلہ آپ کا سب سے قریب تر..... اور جیسے آپ چال ڈھال، مہربانی، اور بزرگی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ تھے، ایسا کوئی نہ تھا..... اور آپ کا رُتبہ سب سے شریف تر..... اور آپ کی عزت بارگاہ رسالت میں سب سے بڑھ کر۔ سو خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسلمانوں پر کسی کا اِنتقال وہ مصیبت نہ ہوگا جیسا آپ کا انتقال!!۔

طرۂ اَسدُ اللّٰہی

ہاں! کہاں ہیں تحقیق پسند دل اور اِنصاف پسند آنکھیں! ذرا خواب غفلت سے جاگیں اور اِس اِرشاد ہدایت بنیاد حضرت اسد اللّٰہی –کرم اللہ تعالیٰ وجہہ– پر بہ نگاہ اِیمانی غور کریں کہ یہاں جو حضرت مولیٰ علی، صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کو سب پر تفضیل دے رہے ہیں، انھیں اُمور ظاہری ملک داری اور ملک گیری وغیرہ بالائی باتوں میں کلام فرماتے ہیں یا خلوصِ اِیمان وقوت، شدتِ خوف اِلٰہی اور کثرت مشابہت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہ روحِ ولایت اور مغزِ معرفت ہے، اور یہ لفظ بھی خیال سے نہ اُتریں کہ 'ابوبکر کی خوبیاں سب سے زیادہ اور درجہ سب سے اُونچا اور مرتبہ سب سے بزرگ اور بارگاہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ میں عزت سب سے افزوں'۔

(۱) **ارشاد علوی**: ابوعمرو بن عبدالبر "اِستیعاب" میں حکم بن حجل سے اور دار قطنی اپنی "سنن" میں راوی سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:

لَا اَجِدُ اَحَدًا فَضَّلَنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ .

(ترجمہ: اگر میں نے کسی کو اس حال میں پالیا کہ وہ مجھ کو ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) پر فضیلت و فوقیت دیتا ہے تو میں یقیناً اُس پر بہتان باندھنے والے کی طرح حد نافذ کروں گا)۔

فائدہ: اِمام ذہبی نے اِس حدیث کی تصحیح فرمائی اور اِسی کے قریب اِمام ابوالقاسم طلحہ نے کتاب 'السنۃ' میں جناب علقمہ سے روایت کیا۔

تنبیہ: اب تو پتہ لگانا اُس وہم کاذب کا کہ جناب اسد اللّٰہی حضرات شیخین کو بطور اِنکسار اپنے اُوپر تفضیل دیتے تھے!۔ اچھا انکسار ہے کہ مخلوق خدا پر سچی بات میں مفتری اکراسّی (۸۰) کوڑوں کا حکم ہوا، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ تفضیل شیخین حضرت مولیٰ کے نزدیک قطعی تھی جب تو اُس کے اِنکار پر حد جاری فرمائی؛ ورنہ حدود تو اَدنیٰ شبہہ سے دفع ہو جاتی ہیں۔ خود مولیٰ علی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی: اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ اور یہیں سے مرفوع ہوا وہ قول جو دربارۂ عدم تضعیف معمر سے منقول ہوا۔ ظاہر ہے کہ کہاں معمر اور کہاں اَسدِ حیدر!۔ ۱۲ منہ حسن۔

طنطنۂ خیبر کشائی

یہاں بھی بعض حضرات فرمانے لگتے ہیں کہ جب وہ اعلیٰ ہوئے، تو یہ اَدنیٰ ٹھہرے۔ اِس مغالطہ کا پورا حل تو وہی ہے جو 'صولتِ فاروقی' میں گزرا، اور مرتبۂ اِجمال میں آکر اُن حضرات سے اتنا پوچھ لیجیے کہ آخر حضرت مولیٰ کی ولایت و معرفت' حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی معرفت و ولایت سے تو ضرور اَرفع و اَعلیٰ ہے۔ اَب کیا - معاذ اللہ - دونوں شہزادوں کی ولایت اَدنیٰ درجہ میں رکھو گے! یا -عیاذاً باللہ- اُن کو ولی ناقص کہو گے!!۔ خدارا! ایسی تو نہ کہا کرو جو اُلٹی (خود اپنے ہی سر آ) پڑے!۔ واللّٰہُ الھَادِي.

اِسْمَعْ كَلَامَ اُولِي الْعِرْفَانِ وَالْعُلَمَا
فَفِيْهِمُ الْاُسْوَةُ الْحُسْنٰى لِمُعْتَبِرٍ (۱)

علما و اَولیا کے اَقوال درکار ہوں تو اِمام حجۃ الاسلام محمد غزالی علیہ الرحمہ 'اِحیاء العلوم' شریف میں فرماتے ہیں :

'ابوبکر و عمر کی شہرت تو خلافت و سیاست میں ہے اور اُن کی افضلیت معرفت و ولایت میں'۔

اور فرماتے ہیں :

'جس کی جس قدر معرفت زیادہ، اُسی قدر اُس پر تجلی اِلٰہی افزوں۔ اِسی لیے ابوبکر پر خاص تجلی ہوگی اور اَوروں پر عام'۔(۲)

(۱) ترجمہ: (اب ذرا گلے باتھوں) اَربابِ علم و عرفان کے کلامِ حق بیان بھی سنتے چلو؛ کیوں کہ ایک صاحبِ اعتبار کے لیے ان کی باتیں بھی کسی عظیم نمونہ (اور روشن دلیل) سے کم نہیں ہوتیں!۔
(۲) احیاء علوم الدین: ۱/۲۳۔

سیّدی محی الدین ابن عربی قدس سرہ جنھیں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے 'بحر الحقائق' لقب دیا، 'فتوحات' شریف میں فرماتے ہیں :

'مقاماتِ ولایت میں ابوبکر سے اعلیٰ کوئی نہیں۔ اُن کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہے۔ اُن کا مقام نبوت سے نیچے اور صدیقیت سے اوپر ہے۔ اُن کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیچ میں کوئی نہیں۔ وہ اپنے وقت کے یکتا ہیں اور اُن کے ماسوا سب اُن کے زیرِ حکم'۔

اور فرماتے ہیں :

'غوث ہر دور میں ایک ہی ہوتا ہے اور وہ اپنے وقت کے تمام اولیا کا سردار ہے، اور چاروں خلیفہ اپنے اپنے وقت کے غوث تھے'۔

قطب العالم اِمام شعرانی کتاب 'الیواقیت والجواہر' میں فرماتے ہیں :

'تمام اولیاے محمدین میں سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین'۔

افندی محمد رومی برکلی 'طریقۂ محمدیہ' میں فرماتے ہیں :

'افضل ولی ابوبکر صدیق ہیں، پھر عمر فاروق، پھر عثمان ذوالنورین، پھر علی مرتضیٰ اور اُن کی خلافت بھی اِسی ترتیب پر ہے'۔(۱)

سیّدی عبدالغنی نابلسی 'حدیقۂ ندیہ' میں فرماتے ہیں :

'صدیق اکبر جو تمام اُمتِ محمد ﷺ سے افضل ہیں، تو اُس راز کے سبب افضل ہیں جو اُن کے سینے میں متمکن ہے، جس کے سبب اُنھیں اُس قسم کا قربِ اِلٰہی ملا کہ قیامت تک کسی صدیق کو نہ ملے گا، پھر اگر بعض اولیا مرتبۂ

(۱) بریقۂ محمودیہ فی شرح طریقۂ محمدیہ: ۳/۲۔

تکمیل میں اُن سے بڑھ جائیں اور طریقۂ ہدایت و اِرشاد اُن سے زیادہ جانیں، تو کچھ ہرج لازم نہیں آتا'۔

اقول: الحمدللہ کہ اس اِمام اجل ولی اکمل کے اِرشاد نے حق خوب واضح کر دیا اور مخالفین کے سارے شکوک مٹا دیے۔ یہی عقیدہ ہے ہمارا کہ حضرت جناب شیر خدا -کرم اللہ تعالیٰ وجہہ- کو مرتبۂ اِرشاد و تکمیل میں وہ رُجحانِ روشن حاصل کہ صدیق کو ہرگز نہیں۔ اِس لیے سلاسل اَولیا اُس جناب تک منتہی ہوتے ہیں اور وصول اِلی اللہ اُن کے دامن سے وابستہ؛ مگر اس سے صدیق کے قرب ربانی اور معرفتِ نفسانی میں پیشی وبیشی نہیں مٹتی۔ وَھُوَ الْمَقْصُودُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ.

امام زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ 'شرح مواہب لدنیہ' میں فرماتے ہیں :

ابوبکر 'صدیق اکبر' ہیں اور علی 'صدیق اصغر'۔

اور فرماتے ہیں :

'قطب تمام مقاماتِ ولایت کا جامع و مدار اور اپنے زمانہ میں سب اولیا کا سردار ہوتا ہے اور جمہور اولیا کے نزدیک پہلے قطب نبی ﷺ کے بعد صدیق ہیں، پھر فاروق، پھر عثمان، پھر علی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین'۔

شیخ الوقت سیّدی علی الہجویری -قدس سرہ النوری- جن کی عظمتِ شان اور جلالتِ عرفان دریافت کرنی ہو، تو مولانا جامی کی 'نفحات الانس' دیکھیے، 'کشف المحجوب' شریف میں فرماتے ہیں :

'اگر سچا کاصوفی درکار ہے، تو صفائے کامل تو صدیق پر نثار ہے کہ وہ تمام اولیا کے اِمام و سردار و پیشوا ہیں۔ اُن کے بعد ہر باب میں عمر تمام جہان کے سیّد و سردار و مقتدا ہیں'۔

حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں :

'اکابر اولیا کا اِجماع ہے کہ معرفت و ولایت میں صدیق کو کوئی نہیں پہنچتا'۔

مخدوم سیّد اشرف جہاں گیر چشتی سمنانی قدس سرہ فرماتے ہیں :

'اگر پیر ہیں تو محمد رسول اللہ ﷺ اور مرید ہیں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ'۔

خدمت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری وغیرہ اکابر اولیا فرماتے ہیں :

'جب تک جہان ہے، نہ رسول اللہ ﷺ سا پیر ہوگا، نہ صدیق اکبر سا مرید'۔

اور 'شرح آداب المریدین' میں فرماتے ہیں :

'عظمت و جلالِ اِلٰہی جیسا ابوبکر کے دل میں تھا، کسی کے دل میں نہ تھا، عمر و عثمان و علی اور تمام صحابہ کے لیے مقامات عالیہ ہیں؛ مگر جو کچھ اِن سب سے ورا اور مقامات سے برتر و بالا ہے، وہ خاص صدیق اکبر کا حصہ ہے'۔

قاضی القضاۃ مخدوم شیخ شہاب الدین دولت آبادی فرماتے ہیں :

'ابوبکر افضل الاولیا ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی۔ جو مولیٰ علی کو ابوبکر و عمر سے بہتر بتائے، وہ رافضی ہے'۔

ملک العلما بحرالعلوم 'شرح مثنوی مولوی معنوی' میں فرماتے ہیں :

'ابوبکر و عمر ولایت و معرفت میں سب سے افضل ہیں، مولیٰ علی کو ولایت کی رُو سے افضل اُمت کہنا مذہب روافض پر درست ہوسکتا ہے'۔

بالجملہ مصطفیٰ ﷺ کا وہ فرمان، صحابۂ کرام کا یہ اِذعان، خود جناب ولایت مآب کا وہ اِرشاد، علما و اولیا کا یہ اِعتقاد، پھر سنی ہو کر اِن سب کو پس پشت ڈالنا اور دل سے گڑھ کر نئی راہ نکالنا کیوں کر بنا!۔

یہ دو حرف بطور نمونہ عرض کیے گئے کہ شاید کسی حق طلب کو اِسی قدر کفایت کرے؛ ورنہ تحقیق بالغ اور تنقیح کامل درکار ہو تو تصانیفِ شریفہ حضور پر نور سیّدنا و مولانا و مرشدنا و ماوانا سیّد الواصلین سند الکاملین قبلۂ دینی کعبۂ یقینی حضرت **سیّدنا ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب** قادری برکاتی احمدی رسولی مارہروی مسند آرائے سرکار مارہرہ دامت برکاتہم الباطنہ والظاہرہ، اور تالیفِ لطیفۂ حضرت اخی المعظم عالم اعلم نخل نو خیز گلشن تحقیق نفحۂ عطر بیز گلبن تدقیق حضرت **مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب** قادری برکاتی احمدی رسولی بریلوی دام ظلہ العلی السمی کو مطالعہ کیجیے کہ خدا انصاف دے، تو - اِن شاء اللہ تعالیٰ - آنکھیں کھل جائیں اور غفلت و ناواقفیت کے نشے نعرۂ شیرانہ کے حضور ہرن ہوتے نظر آئیں۔

بیا بیا کہ تجلائے حق نما اِیں جاست
بیا بیا سر باطل بہ زیر پا اِیں جاست (۱)

اِنْ كَانَ عِنْدَكَ بُرْهَانٌ فَاَبْدِ لَنَا
اَمْ لَا اِمَامَ سِوَى الْاِصْرَارِ وَالْبَطَرِ (۲)

(۱) یعنی آجاؤ، چلے آؤ، یہی وہ جگہ ہے جہاں حق کے انوار و تجلیات برستے ہیں۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں باطل کا سر (حق کے) قدموں تلے کچلا پڑا ہے۔

(۲) ترجمہ: اگر (اپنے دعوے کے ثبوت میں) تمہارے پاس کوئی دلیل ہو تو اسے بلا تکلف ہمارے سامنے پیش کرو؛ مگر ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے پاس محض اِصرار اور تکبر و ضد کے کوئی چارۂ کار نہیں۔

غرش کوسِ حیدری

حضرات سے کوئی اِتنا تو پوچھے کہ ہماری دلیلیں آپ کی سمجھ سے ورا سہی؛ مگر آپ جو تفضیل حضرات عالیہ شیخین میں طرح طرح کی شاخیں نکالتے اور اِجماعی مسئلہ اہل سنت میں تاویل و تبدیل کے ہاتھوں رنگ رنگ کے رخنے ڈالتے ہیں، آپ کے پاس بھی کوئی حجت ہے یا محض اِیجاد بندہ پر قناعت ہے!۔

زیادہ نہیں دو ہی ایک آیت قطعی الدلالت یا اَحادیث صحیح المتن والسند سے شیخین کا ولایتِ ذاتیہ میں کم ہونا ثابت کر دیجیے، یا سلف و خلف اکابرِ اُمت کا سواد اعظم آپ کی طرف ہو، تو اُنہیں کے اَقوال پیش کیجیے؛ ورنہ کیا ہم پر جبر کیا جاتا ہے کہ ہم تو اپنے دلائل قاہرہ سے درگزریں اور حضرات کے خیالی پلاؤ بگھریں۔

کدھر ہے شرمِ تفضیل کی غیرت!

خدارا! ذرا حمیت و ہمت کو کام فرمایئے اور ولایت و معرفت میں کمیِ شیخین پر دلائل سنایئے۔ آیت ہے تو کیوں نہیں بتاتے، حدیث ہے تو کیوں نہیں دکھاتے، صحابہ سے خبر پہنچی تو سکوت کیوں ہے، اہل بیت نے تصریح فرمائی تو اِدعاے بے ثبوت کیوں ہے؟۔

خود حضرت مولیٰ نے کچھ فرمایا تو دکھاؤ! کس کھوہ میں چھپایا، جماہیر ائمہ نے کچھ اَقوال دیے تو اُٹھو، رکھنا کس دن کے لیے، اور جب ہر طرف سے پشیمانی تو کس برتے پر تتا پانی؛ مگر اِتنا یاد رہے کہ تحریف و تصرف کے کاوے، تاویل و تکلف کے چھلاوے، زور زبان کا جلوہ دکھانا، نامُوافق کو موافق بتانا، اہل حق نے تو کا ہے کو مانا، جو نص ہو صریح ہو، جو حدیث ہو صحیح ہو، اَقوال ہوں تو جمہور کے، دلائل ہوں تو شعور

کے، طرق تمسک اور وجوہ تعارک محفوظ رہیں، علوم ثلاثۂ اصلیین ومناظرہ ملحوظ رہیں؛ ورنہ تقصیر معاف!۔

ع: مغز ما خورد و حلق خود بہ درید☆، سے کیا حاصل فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ كَيْدَ الْخَائِنِيْنَ . (یعنی اگر تم اپنے دعوے پر دلیل نہ لاسکو اور تم ہرگز کبھی نہیں لاسکتے؛ تو اَب تمہیں یقین کر لینا چاہیے کہ اللہ خائنوں کو کبھی راہ یاب نہیں فرماتا)۔

ہیہات ہیہات اِقامتِ دلائل نصیبِ دشمناں، کاش! دوسروں کی تحریر ہی غور سے سنیں سمجھیں تو کیوں ناحق جھگڑیں، بے وجہ بگڑیں، کانٹوں میں اُلجھیں، اور نہیں تو وہ سوالات ہی دیکھیں جو اہل سنت کی طرف سے مطبوع ہوئے کہ اگرچہ بہ ظاہر سوال ہیں؛ مگر خدا سمجھ دے تو دلائلِ نفیسہ کی ہری بھری ڈالیاں، تحقیق کے بھینے بھینے پھولوں سے مالا مال ہیں۔ کاش! سب مل کر اُنھیں کے جواب پر ہمت فرمائیں کہ تعصب نہ ہوتو - اِن شاء اللہ تعالیٰ - بہ نگاہ اوّلین صراط مستقیم پر آجائیں۔

وَلٰكِنَّ الْهِدَايَةَ لَنْ تَنَالَا ○ بِلَا فَضْلٍ مِنَ الْمَوْلٰى تَعَالٰى (۱)

وحسبنا اللّٰه ونعم الوكيل

مَالِىْ اَرَاكَ سَلِيْطًا تَشْتِمُ الْعُلَمَا

اِنَّ الشَّتِيْمَةَ يَا هٰذَا مِنَ الْكُبَرِ (۲)

(۱) ترجمہ: لیکن جب تک مولا جل مجدہ کا خاص فضل اور اُس کی عنایت شامل حال نہ ہو منزل ہدایت تک کسی کو رسائی نصیب نہیں ہوتی۔

(☆) یعنی (کیا دانش مندی ہے کہ) ایک طرف تو اپنی بے بنیاد باتوں سے ہماری دماغ سوزی کی، اور دوسری طرف بیجا دعوے کر کے اپنے گلے پھاڑے!۔

(۲) ترجمہ: آخر یہ کیا بات! کہ میں تجھے اَربابِ علم وفقہ پر زبانِ طعن دراز کرتا دیکھ رہا ہوں۔ شاید تجھے معلوم نہیں کہ سب وشتم ہمیشہ کبر ونخوت کی کوکھ سے جنم لیا کرتے ہیں۔

پرتوِ شانِ شبری

اچھا! نہ سہی، ہم تمہاری خاطر سے یوں ہی مانے لیتے ہیں کہ - خدا نہ کردہ - حضرات کی طرف بھی دلائلِ صریحہ صحیحہ موجود ہیں؛ مگر آخر یہ اَحادیث واَقوال علما و اَولیا جو ہم پیش کرتے ہیں، جن میں ہمارے مذہب کی صاف صریح روشن تصریح ہے، یہ بھی تو اہل سنت کے قدوہ وپیشوا ہیں، پھر نقول بھی اِس بلند پایہ کی کہ اُن مذہب کو مذہب جمہور اَولیا فرمائیں، اور اکابر صوفیہ اِجماع اکابر بتائیں۔

اَب اگر ہم غریبوں نے اُن کے پاک مبارک دامنوں سے وابستگی کی، تو کون سا گناہ ہوا، جس پر - خدا کی پناہ - بغض وحسد، غیظ وغضب اور شتم وسب کے طومار بندھے، خانۂ تعصب میں اَلقاب سیئہ خروج ونصب کے بندھنوار بندھے۔

اِتنا تو دیکھا ہوتا کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ اُن ائمہ دین، علمائے عاملین اور اولیائے کاملین کے کلمات طیبات میں حرف بہ حرف مصرّح ہے یا نہیں؟، اگر نہ ہو، تو ہم ملزم اور ہوتو اِتنا دکھادو کہ آج تک ان علما واولیا پر اِس مسئلہ میں کبھی طعن وتشنیع کے لام بندھے، یا - معاذ اللہ - خارجی ناصبی نام رکھے گئے، اور جب ایسا نہیں تو عزیزو! اُن کے پیرو پر کیوں غضب کی نگاہیں ٹوٹ پڑیں!۔

ہائے قحط اِنصاف! اوّل تو تمہاری طرف تصریحات کب ہیں!، اور ہوں بھی تو ایسے مشاہیر ائمہ کہاں!! اور ہوں بھی تو جمہور وشاذ کا فرق کدھر جائے گا۔ اور نہ بھی سہی تو اُن کی وجہِ ترجیح کیا۔ اور ہو بھی تو غایت درجہ مسئلہ اہل سنت میں خلافی ٹھہرے گا، پھر تمہارے ان کلمات خشم وشتم کا کچھ حساب خدا کے یہاں ہے یا نہیں!

؎ من آں چہ شرط بلاغ ست با تو می گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال(۱)

وَاللّٰہُ تَعَالٰی الْھَادِیْ .

العَبْدُ یُثْنِی عَلَی المَوْلٰی بِمَحْمِدَۃٍ
اَشْھٰی مِنَ الدِّرِّ بَلْ اَبْھٰی مِنَ الدُّرَرِ (۲)

بوسۂ پائے قنبری

جب ہمارے مہربان مخالف - بحمداللہ - عاجز آتے اور ہمارے اصل مذہب میں کوئی ذریعۂ طعن نہیں پاتے تو ناچار ہوکر اِفترا و بہتان کی پناہ میں جاتے ہیں کہ فلاں بندۂ خدا تو - معاذ اللہ، معاذ اللہ - حضرت مولیٰ علی - کرم اللہ تعالیٰ وجہہ - کی تنقیص شان کرتا ہے۔ فلاں تو - استغفراللہ، استغفراللہ - حضرات شیخین کی تفضیل مِن جمیع الوجوہ کا دم بھرتا ہے؛ حالاں کہ علمائے اہل سنت کے رسائل و تحریرات میں اِس جہالت کا صاف و صریح ردّ مذکور ہے، بلکہ جو جزو عقائد مہری دستخطی ان حضرات کے بعض اکابر نے حضرت اخی المعظم مولانا مدظلہ الاکرم سے بہ حیلۂ قبول مذہب و اختیار سنّیت منگوایا تھا، اُس میں بھی تفضیل من کل الوجوہ پر کھلی تشنیع مسطور ہے؛ مگر اِغوائے عوام کے لیے طومار بندیوں سے باز نہیں آتے اور مواخذۂ یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے مطلق ہراس نہیں لاتے۔

(۱) یعنی میرا کام پند و نصیحت کے چراغ جلاتے جانا ہے، سو میں وہ کام کر رہا ہوں، اب آپ خواہ اس سے نصیحت کی روشنی حاصل کریں یا ملال کی آگ میں جھلسیں، (یہ آپ کی اپنی مرضی ہے)۔

(۲) ترجمہ: جب ایک بندہ اپنے مالک و مولا کی اپنے خاص آہنگ و ترنگ میں حمد و ثنا بیان کر رہا ہوتا ہے تو وہ اس کے لیے دودھ سے کہیں زیادہ لذیذ اور موتیوں سے کہیں زیادہ بیش قیمت ہوتا ہے۔

ہر چند کہا جاتا ہے کہ تعظیم شانِ رفیع اور مکانِ منیع حضرت شیر خدا مشکل کشا - کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ - ہم سنیوں کا عین اِیمان اور جو مردود اُس جناب گردوں قباب کو - معاذ اللہ - اَدنیٰ نگاہِ تحقیر و تنقیص سے دیکھے، جہنم کا کندہ، اِبلیس کا بندہ، پکا شیطان ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ ہم حضرات شیخین کو اُس جناب سے افضل جانتے ہیں؛ مگر یہ خاص ہمارا ہی عقیدہ نہیں، تمام ائمۂ اہل سنت ایسا ہی مانتے ہیں۔

اگر تفضیلِ افضل توہینِ مَفضُول ٹھہرے تو آدمی اپنے اِیمان سے ہاتھ دھو بیٹھے کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام اَنبیاے سابقین سے افضل نہ کہے تو خدا کا غضب نازل ہو، کہے تو تمہارے طور پر توہین اَنبیا کا مرتکب ٹھہر کر جہنم اَبدی میں داخل ہو۔ بے چارہ کس بلا میں پڑا، نہ راہے رفتن نہ روے ماندن۔(۱)

اِسی لیے ہمارے ائمہ تصریح فرماتے ہیں کہ فضل شیخین، فضل ختنین سے زائد ہے، بغیر اِس کے کہ فضل ختنین میں - معاذ اللہ - کوئی قصور و فتور راہ پائے۔

لیکن کون سنتا ہے، وہاں وہی تہمت و اِفترا کی دُھن بندھی ہے، توہین توہین کی رٹ لگی ہے؛ لہٰذا فقیر حقیر اُن حضرات کی غرور افگنی اور تکبر شکنی کو حضرت اخی المعظم مولانا رضا مدظلہ کی کتاب تفضیل سے یہ چند سطر بطور نمونہ نقل کرتا ہے اور اِس رسالہ کا 'اَلرَّائِحَۃُ الْعَنْبَرِیَّۃُ مِنَ الْمِجْمَرَۃِ الْحَیْدَرِیَّۃِ' نام تاریخی اور 'تزکِ مرتضوی' مشعر سالِ عیسوی لقب دھرتا ہے۔

وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَ الْمُعِیْنُ وَ بِہٖ نَسْتَعِیْنُ لِدَفْعِ الْحَاسِدِیْنَ وَ طَرْدِ الْمُفْسِدِیْنَ

تفضیل کا جو یا نہ ہو مولا کی ولا میں ☆ یوں چھوڑ کے گوہر کو نہ تو بہر خذف جا
مولیٰ کی اِمامت سے محبت ہے تو غافل ☆ اَربابِ جماعت کی نہ تو چھوڑ کے صف جا

(۱) یعنی نہ تو بھاگنے کے لیے کوئی راستہ ہے اور نہ ہی کوئی سمت۔

(☆) موقع کی مناسبت سے یہ اَشعار صاحب کتاب کے مشہور دیوان 'ذوقِ نعت' سے ماخوذ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نقل تبصرۂ سابعہ از تبصراتِ عشرۂ مقدمۂ ثانیۂ رسالہ تفضیل تصنیف منیف حضرت رضا مدظلہ الجلیل

برداشتن داغ حسرت و بار نکبت، بردل حاسداں و سر مفسداں گذاشتن(۱)

تبصرۂ سابعہ

قَالَ مُدَّ ظِلُّهُ الْعَالِيْ مُدَى الْاَيَّامِ وَاللَّيَالِيْ :

سنّیت اُس صراطِ مستقیم کا نام ہے جس میں لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا(۲) طرفینِ اِفراط و تفریط کی طرف میلان - بحمد اللہ - حرام ہے؛ لہٰذا ہم جس طرح اِن تبصرات میں اپنے مخالفِ اوّل یعنی فرقۂ تفضیلیہ کے خیالاتِ باطلہ و اَوہامِ عاطلہ کی بیخ کنی کرتے آئے ہیں، واجب کہ کچھ دیر اِدھر سے باگ پھیر کر دو چار باتیں اُن حضرات سے بھی کر لی جائیں جنھوں نے بعض متاخرینِ ہند کے بعض کلماتِ زور آزمائی دیکھ کر بداہتِ عقل و شہادتِ نقل کو بالائے طاق رکھا اور حضرات شیخین یا جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تفضیل مِن جمیع الوجوہ کا دعویٰ کر دیا کہ جس طرح وہ فرقہ ہمارے طریقِ مراد میں سنگِ راہ ہے، اِن لوگوں کی خلش بھی چشمِ اِنصاف میں خار دامانِ نگاہ ہے۔ جب طرفین کے شبہات کا علاج ہو جائے گا، تو ہم - اِن شاء اللہ تعالیٰ - اپنے نزدیک جو معنیٔ تفضیل ہیں، اُن کے چہرۂ تحقیق سے نقاب اُٹھائیں گے کہ مقصودِ اعظم اِن مباحث سے وہی ہے۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِيْقِ۔

(۱) یعنی (اب ہم) حسرت و نکبت کے گراں بار بوجھ سے گلوخلاصی کر کے اُسے حاسدوں کے دل اور فسادیوں کے سر پر رکھ چھوڑتے ہیں۔

(۲) اور اس میں اصلاً کوئی کجی نہ رکھی۔ (سورۂ کہف: ۱/۱۸)

اب ذرا تبصرۂ اُولیٰ کی تقریر پر دوبارہ نظر ڈالیے کہ جس طرح اُس سے یہ اَمر منصۂ وضوح پر جلوہ گر ہو چکا کہ مجرد کسی فضیلت سے اِختصاصِ مناط اَفضلیت و اکرمیت نہیں؛ ورنہ تناقضِ بیّن لازم آئے کہ صحابہ میں اکثر حضرات فضائلِ خاصہ سے ممتاز تھے جو اُن کے غیر میں نہ پائے جاتے، اور بہ ہمیں وجہ بعض آحادِ صحابہ، خلفائے اَربعہ سے اَفضل قرار پائیں جو کہ خلافِ اِجماع ہے۔ اِسی طرح یہ مقدمہ بھی اِنجلائے تام پا چکا کہ ان حضرات میں ایک کو دوسرے سے بہ جمیع وجوہ اَفضل اور تمام اَفرادِ محامد میں اعلیٰ و اکمل نہیں کہہ سکتے؛ ورنہ خصائص، خصائص نہ رہیں کَمَا لَا يَخْفٰى۔

فقیر حیران ہے یہ حضرات مفضولیتِ مطلقہ اور اِختصاص بہ خصائص میں منافات نہ مانیں گے یا مولیٰ علی کے مناقبِ خاصہ ہی سے اِنکار کر جائیں گے۔ خدارا! ذرا آنکھ کھول کر کتبِ حدیث دیکھیں جس قدر خصائص وافرہ(۱) حضرت مولیٰ کے مالک و مولیٰ نے اُنھیں عطا فرمائے، دوسرے کو تو ملے بھی نہیں، پھر صریح آفتاب کا اِنکار کیوں کر بن پڑے گا!۔

بحمد اللہ ہمارے آقائے نامدار پر وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ(۲) کا ایسا پرتوِ جلیّہ ہے کہ اُن کے فضائلِ علیّہ ہمارے نشر و تذکیر کے محتاج نہیں، نہ ہماری قدرت اُس کی وسعت رکھے؛ مگر حبیب کا ذکر حبیب اور رحمتِ اِلٰہی کا نزول قریب؛ لہٰذا شوقِ دلی

(۱) اعلم انّ الفضيلة شيئ والافضليّة شيئ اٰخر والاوّل ما يقبل فيه الضعاف ما لم يشتد ضعفها بخلاف الثانى و هذه نكتة يجب حفظها فقد غفل عنها كثير من ابناء الزمان، والله الهادى . ۱۲منه

یعنی معلوم ہونا چاہیے کہ فضیلت اور اَفضلیت دو الگ الگ چیزیں ہیں؛ کیوں کہ فضیلت میں ضعیف روایتیں بھی قبول کر لی جاتی ہیں اگر ان میں ضعف بہت شدید درجے کا نہ ہو؛ جب کہ اَفضلیت میں ایسا نہیں ہوتا۔ یہ نکتہ بطورِ خاص ذہن نشیں رکھنا چاہیے؛ کیوں کہ بہت سے ابنائے زمانہ (اور دعویدارانِ علم) اِسے بھولے بیٹھے ہیں۔ اور ہدایت فقط اللہ کی توفیق سے ملتی ہے۔

(۲) اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (سورۂ الشرح: ۴/۹۴)

جوش زن ہے کہ شیخین کی تفضیل مِن جمیع الوجوہ ماننے والے ذرا سنبھل کر بتائیں کہ وہ کون تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

'لوگ مختلف پیڑوں سے ہیں اور میں وہ ایک درخت سے'۔(۱)

ہاں! وہ علی مرتضیٰ ہے، مصطفیٰ کی شاخ، آلِ مصطفیٰ کی جڑ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلَیْہِمْ وَسَلَّمَ۔

ہاں! وہ کون تھا، جسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا۔ جب وہ ہمارا پیارا محبوب روانہ ہوا، محبتِ مصطفوی ﷺ نے جوش فرمایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھ بلند فرما کر دعا کی :

اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا . (۲)

اِلٰہی! مجھے دُنیا سے نہ اُٹھانا جب تک علی کو نہ دیکھ لوں۔

ہاں! وہ علی ہے محبوبِ خدا و مطلوبِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ہاں! وہ کون ہے، جس کی نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِرشاد ہے :

'اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذرّیت اُس کے صلب میں رکھی اور میری ذرّیت اِس کی پشت میں ہے'۔(۳)

---

(۱) عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ۱۲ منہ..... جمع الجوامع سیوطی: حدیث: ۲۸۳..... میزان الاعتدال: ۳۰۶/۲ حدیث: ۳۸۵۰..... کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل علی رضی اللہ عنہ، حدیث: ۳۲۹۴۳، جلد ۱۱، ص ۶۰۷۔ دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

(۲) عن امّ عطیۃ رضی اللہ عنہا۔ سنن ترمذی، کتاب المناقب، مناقب علی رضی اللہ عنہ، دار الفکر بیروت، جلد ۵ ص ۴۱۲..... معجم کبیر طبرانی: ۲۴۵/۱۸ حدیث: ۲۰۶۷۹..... فضائل الصحابہ احمد بن حنبل: ۱۰۰۳/۱۷/۳..... تاریخ کبیر بخاری: ۲۰/۹ حدیث: ۱۴۹..... تہذیب الکمال: ۳۳/ ۱۸۶ حدیث: ۷۲۷۸۔

(۳) طب عن جابر، خط عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ۱۲ منہ مدّ ظلّہ۔ کنز العمال، کتاب الفضائل ذکر الصحابۃ، حدیث: ۳۲۸۸۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، جلد ۱۱ ص ۷۵۔

ہاں! وہ علی ہے ابوالائمۃ الطاہرین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں! وہ کون ہے، جسے بشارت دیتے ہیں :

'تو روزِ قیامت قسیم نار و جنان ہے'۔(۱)

ہاں! وہ علی ہے سیّد الابرار و قاتل الکفار رضی اللہ عنہ۔

ہاں! وہ کون ہے، جسے اُس معراج کے جانے والے، عرش پر قدم رکھنے والے نے حکم دیا :

'میرے (☆) کندھوں پر چڑھ کر سقفِ کعبہ سے بت گرا دے'۔

اور جب وہ بلند اختر چڑھا، اپنے کو ایسے مقام رفیع پر پایا کہ فرمایا :

اِنَّہٗ لَیُخَیَّلُ اِلَیَّ اَنِّیْ لَوْ شِئْتُ لَنِلْتُ اُفُقَ السَّمَاءِ . (۲)

---

(۱) کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل صحابہ، فضائل علی، حدیث ۳۶۴۷۱، دار الکتب العلمیہ بیروت، جلد ۱۳ ص ۶۶۔

(۲) یعنی رواہ الامام احمد فی مسندہ و النسائی فی "الخصائص" بطرق عدیدۃ عن سیّدنا علی، وذھل الفاضل الدھلوي في "التحفة" فلیحفظ. ۱۲ منہ مدظلہ العالی۔

مسند بزار: ۴۵۱/۱ حدیث: ۷۶۹..... مسند ابو یعلی موصلی: ۲۸۰/۱ حدیث: ۲۷۶..... مسند امام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۶۴۴، دار الفکر بیروت، جلد ۱ ص ۱۸۳۔

(☆) قولہ: میرے کندھوں پر چڑھ کر الخ۔۔۔

حضرت مقدام المحققین امام المدققین بقیۃ السلف حجۃ الخلف سیّدنا العلامۃ الفہامۃ خدمت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز کتاب 'سرور القلوب فی ذکر المحبوب' کے اوّل میں بہ تقریب ذکر گراں باری وحی و رسالت اِرشاد فرماتے ہیں :

'اِسی وجہ سے فتح مکہ کے روز جب مولیٰ علی نے درخواست کی کہ آپ میرے کندھوں پر پاؤں رکھ کر بتوں کو کعبہ کی چھت سے اُتار لیجیے اور تصویریں مٹا دیجیے، منظور نہ فرمایئے کہ خیر شکنی اور بات ہے اور بارِ نبوت اُٹھانا اور بات!۔ حضرت علی میں یہ قوت کہاں تھی کہ بارِ گراں نبوت

مجھے خیال آتا تھا اگر چاہوں تو آسمان کا کنارہ چھولوں۔

ہاں! وہ علی ہے بالا منزلت والا مرتبت کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں! وہ کون ہے؟ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک میں ساتھ نہ لے گئے۔ عرض کیا :

'حضور! مجھے عورتوں بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں'۔

اِرشاد ہوا :

بقیہ: اپنے کندھے پر اُٹھاتے۔ لہٰذا اُن سے فرمایا کہ تمہیں میرے کندھے پر چڑھ کر بت گراؤ اور تصویریں مٹادو!'۔

انتھٰی بلفظہ الشریف قدّس سرّہ اللطیف.

اب بعض حضرات کا جوشِ تعصب دیدنی ہے۔ جب سے کتاب مستطاب میں یہ عبارت سنی ہے، بہ زعم خود گویا چڑھ بنی ہے۔ اپنے حواشی وحواریین کو بار بار یہ عبارت سنائی جاتی ہے اور بہ راہ اِغوا ومغالطہ دہی اُن بے چارے جاہلانِ بے خرد سے کہا جاتا ہے ''دیکھیے حضرت! یہ صریح توہین ہے حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی کہ اُن میں بارِ نبوت اُٹھانے کی قوت نہیں بتاتے'۔

اقول: اوّل تو معترض بہادر کو اِتنی خبر نہیں کہ جو کچھ حضرت مقدام المحققین نے فرمایا، بالکل ترجمہ ہے حدیث کا، پھر اگر اِعتراض ہے، تو حدیث پر زیادہ لیاقت نہ ہو، تو 'مدارج النبوۃ' دیکھیے :

'علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکرم وجہہ بعرض رسانید کہ یارسول اللہ ﷺ پائے مبارک را بر کتف من بنہ واِیں اَصنام را فرود آر آں سرور فرمود یا علی! ترا طاقت برداشت بارِ نبوت نیست، تو پائے بر کتف من نہ اِیں کار بکن الخ'۔

(مدارج النبوت؛ وقائع سال ہفتم؛ ذکر فتح مکہ؛ وصل در ذکر شکستن اصنام در کعبہ 2/291)

ثانیاً: اگر اِس میں کمی رُتبہ سمجھی گئی، تو حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا اِس قدر بھی دل نازک پر گراں ہے اور چشم باریک بیں مثل بعض غلاۃِ بے دیں ملاحظہ امر خفی کی طرف نگران ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ۱۲ حسن غفر اللہ تعالیٰ لہ

'کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ (☆) سے بہ منزلہ ہارون کے ہو وہ موسیٰ سے؛ مگر میرے بعد نبی نہیں'۔ (۱)

ہاں! وہ علی ہے برادر احمد وخلیفہ امجد ﷺ۔

ہاں! وہ کون ہے، جو تمام مسلمانوں کا مولیٰ بنا اور تاکید اکید اِرشاد ہوا :

'جس کا مَیں مولیٰ، اُس کا یہ مولیٰ۔ اِلٰہی! دوست رکھ اُسے جو اِسے دوست رکھے اور دُشمن رکھ اُسے جو اِس سے دشمنی کرے'۔ (۲)

ہاں! وہ علی ہے امیر المومنین ومولی المسلمین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

(☆) یعنی جس طرح موسیٰ علیہ السلام تیس رات کے وعدے پر حق سبحانہ وتعالیٰ سے کلام کرنے گئے، تو ہارون علیہ السلام سے فرما گئے تھے :

اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ ۝ (سورۂ اعراف: ۱۴۲/۷)

'میری قوم میں میری نیابت کرنا'۔

یوں ہی ہم بھی جہاد کو تشریف لیے جاتے ہیں اور تمہیں پس ماندوں پر اپنا خلیفہ ونائب چھوڑتے ہیں، تو تمہاری ہماری نسبت اِس وقت بالکل ایسی ہوئی جیسی حضرت موسیٰ وہارون کی تھی۔ فرق یہ ہے کہ ہارون صرف نائب ہی نہ تھے، بلکہ امام مستقل بھی کہ خود بھی نبوت رکھتے تھے، تم فقط نائب ہو نہ اس قسم کے امام مستقل کہ ہمارے بعد کوئی نبی ہے ہی نہیں جو بہ ذات خود والی ہو۔ یہ ہیں معنی حدیث اور اُس کے سوا جو معنی اَوہام فاسدہ تراشیں، وہ اُن پر مردود ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) خ م عن سعد بن ابی وقاص، ا ر عن ابی سعید الخدری، طب عن أسماء بنت عمیس و امّ سلمة حبیش بن جنادة و ابن عمر و ابن عباس و جابر بن سمرة و علیّ و البراء بن عازب و زید بن ارقم رضی اللّٰہ تعالٰی عنهم اجمعین ۔ ۱۲ مدّ ظلّہ العالی..... صحیح البخاری، مغازی غزوہ تبوک، حدیث ۴۴۱۶، دار الکتب العلمیہ بیروت، جلد ۳ ص ۱۴۴۔

(۲) ا عن البراء بن عازب و عن بریدة بن الحصیب. ت س، ضم عن زید بن ارقم. ق عن البراء رضی اللّٰہ تعالٰی عنهم. ۱۲ منہ مدّ ظلّہ العالی

سنن النسائی الکبری، کتاب الخصائص، باب قول النبی من کنت ولیہ فعلی ولیہ، حدیث: ۸۴۶۴، دار الکتب العلمیہ بیروت جلد ۵ ص ۱۳۰۔

ہاں! وہ کون ہے کہ روزِ خیبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

'کل یہ نشان اُسے دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح ہوگی، خدا اور رسول اُسے پیارے اور وہ خدا اور رسول کا پیارا'۔(۱)

رات بھر لوگوں میں چرچا رہا، دیکھیے، کسے عطا ہو! صبح اُس فتح نصیب کو بلا کر نشان عطا کیا۔

ہاں! وہ علی ہے حزبِ اسلام وشیرِ ضرغام رضی اللہ عنہ۔

ہاں! وہ کون ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد اقدس میں بہ حالت جنابت گزرنا اپنے لیے جائز رکھا یا اُس کے لیے۔(۲)

ہاں! وہ علی ہے طاہر اطہر طیب اعطر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں! وہ کون ہے کہ جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام میں مواخات کی، وہ مصطفیٰ ﷺ کا پیارا روتا آیا کہ مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا :

اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ .

(۱) خ م عن سهل بن سعد. طب عن ابن عمر و ابن ابی لیلی و عمران بن حصین. ر عن ابن عبّاس رضی اللّٰہ تعالٰی عنهم اجمعین. ۱۲منہ
صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، حدیث:۴۹۴۲، دارالکتب العلمیہ بیروت، جلد۲ص۴۹۴۔

(۲) ت عن ابی سعید. ر عن سعید. مس مس عن عمرو بن میمون عن ابن عبّاس فی حدیث طویل. مس ایضا عن الفاروق من قوله رضی اللّٰہ تعالٰی عنهم اجمعین و الحدیث ممّا تعلق به مفضلة الزمان و لا حجة لهم فیه کما لا یخفی و قد ذکرنا تحقیقه فی محلّه. ۱۲منہ
سنن الترمذی، المناقب عن الرسول، باب مناقب علی، حدیث:۳۷۴۸، دارالکتب العلمیہ بیروت، جلد۵ص۴۰۸۔

'تو تو میرا بھائی ہے دُنیا و آخرت میں'۔(۱)

ہاں! وہ علی ہے آفتاب مکارم ماہ تاب بنی ہاشم رضی اللہ عنہ۔(۲)

ہاں! وہ کون ہے جسے فصل قضا و رفعِ خصومات میں تمام صحابہ پر ترجیح بیّن ہے یہاں تک کہ فاروق جیسا خلیفۂ بلند رتبہ پناہ مانگے اس قضیۂ دُشوار سے جس میں وہ حاضر نہ ہو اور بار ہا کہے اگر وہ نہ ہوتا عمر ہلاک ہو جاتا۔(۳)

ہاں! وہ علی ہے صاحبِ رائے ثاقب وفکرِ صائب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں! آج کس شیر شرزہ سے غضب ناک ہو کر سپر ہاتھ سے گری ہے تو خیبر جیسے قلعہ کا دروازہ اکھیڑ کر سپر بنایا ہے، جس کے زور بازو کا ملأ اعلیٰ میں شور پڑ گیا ہے۔

ہاں! وہ علی ہے اسد حیدر ضیغم غضنفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہاں! آج میدانِ اُحد میں کس صف شکن شمشیر زن شیر افگن نے تیغِ شرر بار کی وہ بجلیاں چمکائی ہیں کہ شمر☆ لشکر ظفر پیکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم میں منادی پکار رہا ہے۔ 'لاسیف الا ذوالفقار ولا فتی الاعلی نِ الکرار'۔(۴)

(۱) عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما۔ ۱۲منہ۔ سنن الترمذی، المناقب عن الرسول، باب مناقب علی، حدیث ۳۷۴۱، دارالکتب العلمیہ بیروت، جلد۵ص۴۰۱۔

(۲) **نوٹ**: یہاں پر تزکِ مرتضوی کا دستیاب نسخہ مکمل ہو جاتا ہے؛ لیکن چونکہ یہ مضمون امام اہل سنت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کی کتاب مطلع القمرین سے لیا گیا ہے؛ لہٰذا محبِ گرامی محمد ثاقب رضا قادری نے اِفادۂ عوام کے لیے تسلسل کلام کو باقی رکھتے ہوئے بقیہ حصہ مذکورہ کتاب سے نقل کرنے کی سعی محمود کی ہے۔ مطلع القمرین گزشتہ سال مفتی محمد ہاشم عطاری کی تحقیق وتخریج وتحشیہ کے ساتھ پاکستان میں پہلی بار شائع ہو چکی تھی، - چریا کوٹی-

(۳) کنز العمال، کتاب العلم، من قسم الافعال، آداب العلم، حدیث ۲۹۴۹۵ دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۰/۱۳۳۔

☆ یعنی ابن هشام بلفظة حدثنی اهل العلم ان ابن ابی نجیح قال نادی مناد یوم احد لاسیف ... الخ ۱۲منہ

(۴) سیرۃ ابن ہشام، غزوہ احد، غسل السیوف، دارالمعرفۃ، بیروت، ۲/۸۷۔

ہاں! وہ علی ہے شیرِ خدا، بازوے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ہاں! وہ کون ہے جسے روزِ قیامت ساقیِ کوثر بنائیں گے اور اس کے ہاتھ سے تشنگانِ اُمت کو سیراب فرمائیں گے۔ ہاں وہ علی ہے ابرِ سخاوت بحرِ کرامت۔ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں! وہ کون ہے کہ معرکۂ محشر میں صراط کا بندوبست اس کے ہاتھ ہوگا، جب تک وہ پروانۂ اِجازت نہ لکھ دے گزر نہ ملے گا؟، ہاں! وہ علی ہے ہادیِ کریم وصراط مستقیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(۱)

اے رضاے دل افگار ہماری تو جان زار اس ماہروی گلعذار گلروئ ماہ رخسار کی ہر اَدائے شیریں پر نثار جو فاطمہ جیسی دلہن کا دولہا بنا، اَنْتَ مِنِّی وَاَنَا مِنْكَ کا سہرا بندھا۔(۲)

صدیق وفاروق نے درخواست کی، صغرسن کے عذر سے قبول نہ ہوئی۔(۳)

جب علی نے عرض کیا مرحباً و اهلاً جواب ملا۔(۴)(ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ)۔(۵)

(۱) مک یعنی ابن السماک عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(☆) ترجمہ: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(۲) سنن النسائی الکبری، کتاب الخصائص، ذکر اختلاف ابی اسحاق، حدیث ۸۴۵۶، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۵/۱۲۷۔

(۳) س فی الحلیۃ . . . . عن عبداللہ بن بریدۃ عن ابیہ۔

(۴) سنن النسائی الکبری، کتاب عمل الیوم واللیلۃ، ما یقول اذا خطب امرأۃ، حدیث ۱۰۰۸۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۷۳۔

(۵) یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔(سورۂ حدید: ۵۷/۲۱)۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

كانت لعلي ثمانية عشر منقبة ما كانت لاحد من هذه الامة. (۱)

علی کے لیے اَٹھارہ☆ منقبتیں ایسی تھیں کہ اس اُمت میں دوسرے کے لیے نہ تھیں۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لقد اعطى علي ثلث خصال لان تكو ن لى خصلة منها احب الي من حمر النعم.

علی تین خصلتیں ایسی دیے گئے کہ اگر میرے لیے ان میں سے ایک ہوتی تو سرخ اونٹوں سے زیادہ مجھے پیاری ہوتی۔

اور یہ (سرخ اونٹنی) ایک مثل ہے عرب میں نہایت محبوب چیز کے لیے۔

فسئل و ما هي ؟.

دریافت کیا گیا وہ خصلتیں کیا ہیں؟۔

قال: ' تزويجه ابنته '.

فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی انہیں دینا۔

(۱) المعجم الاوسط، باب من اسمہ محمود، حدیث ۸۴۳۰۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۶/۱۸۰۔

☆ قولہ: اٹھارہ، اصول میں مبرہن ہو چکا کہ عدد کے لیے مفہوم نہیں اور ایک عدد کا ذکر زیادت کا منافی یا زائد کا نافی نہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

فضلت على الانبياء بست . (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع: ۲۶۶۔ حدیث ۵۲۳)

میں انبیا پر چھ بات میں تفضیل دیا گیا ہوں۔ حالانکہ حضور کی وجوہ تفضیل حد احصا سے خارج ہیں ہم نے یہاں بہ تبعیت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اٹھارہ خصائص پر اقتصار کیا اور جو چھوڑ دیا اس سے بدر جہا زائد ہے جو قید تحریر میں آیا۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ۔

'و سکناہ فی المسجد لایحل لي فیه ما یحل له'.

اوران کا مسجد میں رہنا کہ میرے لیے اس میں حلال نہیں جو انہیں حلال ہے۔

'والرأیة یوم خیبر'.

اور روز خیبر کا نشان۔(۱)

اے عزیز! صوفیہ کے دل سے پوچھ کہ جو اِحسانات ان پر اس جناب آسمان قباب کے ہیں، خدا تک وصول بے ان کا دامن پکڑے محال اور راہ سلوک میں قدم رکھنا بے ان کی عنایت و اِعانت کے خام خیال۔ تکمیل و اِرشاد باطنی کا سہرا اِسی نوشاہ بزم عرفان کے سر ٹھہرا۔ غوث، قطب، ابدال، اوتاد اِسی سرکار کے محتاج اور طالبانِ وصلِ الٰہی کو اسی بارگاہ کی جبین سائی معراج۔

سلامی جس کے در کا ہر ولی ہے
علی ہے ہاں علی ہے ہاں علی ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کی نیابتِ عامہ و خلافتِ تامہ حضور سید المرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کو حاصل، عالمِ علوی و سفلی میں ان کا حکم جاری، فرماں روائی کُن کو ان کی زبان کی پاس داری، تدبیر و تصرف کی باگیں ان کے ہاتھ میں دی گئیں اور کاروبار عالم کی کنجیاں ان کے قبضہ اِقتدار میں رکھی گئیں، منشور خلافتِ مطلقہ و تفویض تام کا ان کے نام نامی پر پڑھا گیا اور سکہ و خطبہ ان کا ملأ ادنی سے عالم بالا تک جاری ہوا۔ دنیا و دین میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہِ عرش اِشتباہ سے ملتا ہے۔ حضور ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں :

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، فضائل علی ابن ابی طالب، حدیث ۳۶، دار الفکر، بیروت، ۷/۵۰۰۔

اعطیت مفاتیح الارض . مجھے زمین کی کنجیاں دی گئیں۔(۱)

اور فرماتے ہیں: اوتیت مفاتیح کل شیئ . (۲)

مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

علما فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم خزانۂ راز ہیں اور انہیں کے توسط سے عالم کے سب کام نفاذ پاتے ہیں، ان کے غیر سے نہ کوئی حکم نافذ ہو نہ ان کے سوا دوسرے سرکار سے کوئی نعمت خلق پر فائض ہو، جو چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے، عالم میں کوئی ان کے اِرادہ و مشیت کا پھیرنے والا نہیں۔

امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی شارحِ صحیح بخاری شریف مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں :

'فهو صلی اللّٰه علیه وسلم وان تأخرت طینته فقد عرفت قیمته فهو خزانة السر وموضع نفوذ الأمر فلا ینفذ امر الا منه ولا ینقل خیر الا عنه –الی أن قال–

اذا رام امرا لا یکون خلافه
ولیس لذاك الامر فی الکون صارف (☆) (۳)

(۱) صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی الشہید، حدیث ۱۳۴۴، دار الفکر، بیروت، ص ۳۱۷۔
(۲) المعجم الکبیر، عبداللہ بن عمر، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۲/۲۷۶۔
(۳) المواہب اللدنیہ، المقصد السابع، الفصل الثالث فی ذکر محبۃ اصحابہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۵۴۵۔

(☆) ترجمہ: تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ آخر میں تشریف لائے؛ مگر آپ کی قیمت بتلا دی گئی، آپ خزانۂ راز ہیں، انہیں کے توسط سے عالم کے تمام کام نفاذ پاتے ہیں، لہٰذا جملہ امور انہیں سے نافذ ہوتے ہیں اور سب بھلائیاں انہیں سے منتقل ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ فرمایا۔ جب آپ کسی کام کا اِرادہ فرماتے ہیں تو اس کے خلاف نہیں ہوتا اور عالم میں کوئی اس کام کو پھیرنے والا نہیں۔

پھر حضور کی بارگاہ میں یہ کار خطیر منصبِ جلیل حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو مرحمت ہوا، تمام اقطاب عالم اس جناب کے زیرِ حکم، مدبرات الامر میں سروروں پر سروری، افسروں پر افسری، جملہ احکام عزل ونصب، عطا ومنع، کن ومکن انہیں کی سرکار والا اقتدار سے شرف امضا پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حاجت مندانِ عالم اپنے مطالب و مقاصد میں ان سے اِستمداد کرتے اور آستانِ فیض نشان پر سر اِرادت دھرتے ہیں؛ یہاں تک کہ عرف مسلماناں میں مولی مشکل کشا اس جناب کا نام ٹھہرا، اور **ناد علیا مظهر العجائب** کا غلغلہ سمک سے سماک تک پہنچا۔

پھر بہ نیابتِ مرتضوی حضرت محبوب ذی الجلال، قطب الارشاد والابدال، تفسیرِ باطنِ قرآن، راحتِ روحِ ایمان، قبلۂ جان ودل، بے لوث آب وگل، سرالسر، نورالنور، سیدالکونین، غوث الثقلین، قطب ربانی، محبوب سبحانی، سیدنا ومولانا محی الدین ابومحمد عبد القادر حسنی حسینی جیلانی - قدسنا اللہ بسرہ الکریم ورحمنا بہ یوم لا ولی ولا حمیم -(☆) وسادہ خسروی ومسندِ حاجت روائی پر جلوہ افروز ہوئے۔

فاضل علی قاری 'نزہۃ الخاطر' اور شطنوفی 'بہجۃ الاسرار' اور امام یافعی اپنی بعض تالیفات اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی 'اخبار الاخیار' میں اس جناب ملائک رکاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضور فرماتے ہیں :

'من توسل بي في شدة فرجت عنه ومن استغاث بي في حاجة قضيت له ومن صلى بعد المغرب ركعتين يصلي ويسلم على النبى صلى الله عليه وسلم ثم يخطوا إلى جهة

(☆) ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان کے کریم راز کے صدقے ہمیں برکت دے اور ہم پر اس دن رحم فرمائے جس دن کوئی حمایتی اور دوست نہیں ہوگا۔ آمین۔

العراق احدى عشر خطوة يذكر فيها اسمي قضى الله حاجته'. (۱)

یعنی جو کسی سختی میں مجھ سے توسل کرتا ہے وہ سختی اس کی دور ہو جاتی ہے، اور جو کسی حاجت میں مجھ سے فریاد کرتا ہے وہ حاجت اس کی بر آتی ہے، اور جو بعد نماز مغرب دو رکعتیں پڑھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چلے، ہر قدم پر میرا نام لیتا جائے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روا فرمائے۔

(۱) بہجۃ الاسرار، ذکر فضل اصحابہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ص ۱۹۷۔
(اخبار الاخیار میں اس کی ذرا سی تفصیل یوں ہے:) فرمود ہر گاہ از خدا چیزے خواهید بوسیلۂ من خواهید تا خواهش شما باجابت رسد، وفرمود ہر کہ استعانت کند بمن در کربتے کشف کردہ شود آن کربت از وہر کہ منادی کند بنام من در شدتے کشادہ شود آن شدت از وہر کہ وسیلہ کند بمن بسوئے خدا در حاجتے قضا کردہ شود آن حاجت ومرادا وراء، فرمود کسے کہ دو رکعت نماز گزارد وبخواند در ہر رکعت بعد از فاتحہ سورۂ اخلاص یازدہ بار بعد از ان درود بفرستد بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعد از سلام یازدہ بار بخواند آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم را بعد از ان یازدہ گام بجانب عراق برود و نام مرا بگیرد وحاجت خود را از درگاہ خداوندی بخواهد حق تعالیٰ آن حاجت اورا قضا گرداند بمنہ وکرمہ ۔ (اخبار الاخیار، شیخ عبدالحق محدث دہلوی:۱۹)۔
ترجمہ: اور جو کوئی مجھے کسی حاجت میں پکارے تو اس کی وہ حاجت پوری ہو اور جو کوئی میرا وسیلہ بارگاہ خداوندی میں پیش کرے تو اس کی حاجت پوری ہو اور فرماتے ہیں جس کسی نے دو رکعت نماز ادا کی تو وہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے سلام پھیرنے کے بعد گیارہ مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود بھیجے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرے پھر اس کے بعد گیارہ قدم عراق کی جانب چلے اور (ہر قدم پر) میرا نام لے پھر اپنی حاجت کو ذکر کرے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کی حاجت کو پورا فرما دے گا۔

سچ ہے سچ ہے اے مصطفےٰ کے بیٹے! ہم تیرے اِرشاد پر یقین لائے: الغیاث الغیاث یاسیدي الغیاث .

غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے (۱)

عزیزو! سادات صوفیہ کہ ائمۂ باطن وحضارِ مواطن ہیں، ان امور کو اپنے مشاہدے سے بیان فرماتے ہیں، اور علماے شرع ان سے بہ تسلیم وتائید پیش آتے ہیں، آنکھ والوں نے دیکھ کر جانا، ماننے والوں نے سن کر مانا، حرمان نشانہ وہ جسے نہ یہ ملا نہ وہ۔

اے مدعی کج فہم، کہنہ تختۂ مشق وہم! کیوں بہ چشم خشم نگراں ہے، چھوڑ کے تیرا دست تعنت میرے دامن پر گراں ہے، سمجھا نہ سمجھا عبث الجھا، بے وجہ جھگڑا، ناحق بگڑا، خدا کو مان، روے سخن اپنی طرف نہ جان، بے گانہ وار ادھر نہ گذر، مجلس یاراں منغص نہ کر، اُٹھ کہ اس باطنی دفتر میں لم و لانسلم کا قصہ نہیں، ہمارے گرم تر ساغر میں فقیہِ سرد وزاہدِ خشک کا حصہ نہیں۔

غوث اعظم کا اِرشاد ہمارا دین ہے اور مشاہدات صوفیہ پر کامل یقین۔ مورِ ناتواں تھے پر ہدہد سے لپٹ گئے، قسمت میں ہے تو سلیمان تک پہنچ ہی جائیں گے؛ ورنہ پامالیوں سے تو نجات پائیں گے۔ تجھے اگر یہ روش ناپسند ہے جا انہیں بوعلی وفلاطون کے کھودے ہوے کنووں میں گر، یا تیرہ صدی کی تازہ بدعتوں کے بارہ باٹ راستوں میں پھر، ہمارا وقت پریشان کرنے سے کیا فائدہ۔

بہر خدا مطرب شیریں نواز ☆ ساز کن آہنگ مقام حجاز (۲)

(۱) اے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں بے سروساماں ہوں میری مدد فرمایئے، اے قبلۂ دیں میری مدد فرمایئے اے کعبۂ ایماں میری مدد فرمایئے۔

(۲) اے دل آویز گانے والے! خدا کے لیے اپنے ساز کو مقام حجاز کے ساز کے مطابق ڈھال۔

ناواقفانِ راز کے منہ کہاں تک لگیے، تفریحِ قلب کو کوئی منقبت سراپا برکت چھیڑیے۔

غزل در منقبت

علی مرتضیٰ ساشیرِ صفدر ہو تو میں جانوں (☆)

غرض کیا کیجیے کیا نہ کیجیے، نہ چھوڑے بنتی ہے کہ شوقِ تمنا افزائشوں پر ہے، نہ طول دیے گزرتی ہے کہ فوتِ مقصود کا ڈر ہے۔

رباعی

یک چند بہ مداحی اُو دل بستیم ☆ عمرے قدم اشہب خامہ خستیم

دیدیم رضا حوصلہ فرسا کاریست ☆ کاغذ بہ دریدیم وقلم بہ شکستیم (۱)

(☆) قلمی نسخہ میں منقبت کے ایک مصرع کے بعد آدھے صفحہ تک بیاض ہے۔

(۱) ہم ان کی تھوڑی سی تعریف کرنے پر پھولے نہیں سماتے (کہ ہم نے ان کی بہت تعریف بیان کردی ہے)؛ (مگر حقیقت یہ ہے کہ) ہم ان کے اَشہب خامہ کے قدموں کی خاک کی تعریف بیان کرنے سے بھی قاصر ہیں۔ بس اے رضا! ہم نے دیکھ لیا کہ یہ حوصلہ فرسا کام ہے اسی لیے ہم نے کاغذ کو پھاڑ دیا اور قلم کو توڑ دیا ہے۔

تفضیل کا جو یا نہ ہو مولا کی وِلا میں

یوں چھوڑ کے گوہر کو نہ تو بہر خذف جا

مولیٰ کی اِمامت سے محبت ہے تو غافل

اَربابِ جماعت کی نہ تو چھوڑ کے صف جا

برادرِ اعلیٰ حضرت

مولانا حسن رضا خان قادری برکاتی بریلوی

تقسیم کار

حضرت علی مکتبہ

مکتبہ علی حضرت

داتا دربار مارکیٹ، لاہور

042-37247301

0300-8842540